ماہنامہ نقیبِ ختمِ نبوت ملتان

ذوالحجہ ۱۴۱۵ھ
مئی ۱۹۹۵ء

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

فَلَآ اُقْسِمُ بِالْخُنَّسِ ۝
الْجَوَارِ الْكُنَّسِ ۝ وَالَّیْلِ اِذَا
عَسْعَسَ ۝ وَالصُّبْحِ اِذَا تَنَفَّسَ ۝ اِنَّهٗ لَقَوْلُ
رَسُوْلٍ كَرِیْمٍ ۝ ذِیْ قُوَّةٍ عِنْدَ ذِی الْعَرْشِ
مَكِیْنٍ ۝ مُّطَاعٍ ثَمَّ اَمِیْنٍ ۝ وَمَا صَاحِبُكُمْ
بِمَجْنُوْنٍ ۝ وَلَقَدْ رَاٰهُ بِالْاُفُقِ الْمُبِیْنِ ۝ وَمَا هُوَ
عَلَى الْغَیْبِ بِضَنِیْنٍ ۝ وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَیْطٰنٍ
رَّجِیْمٍ ۝ فَاَیْنَ تَذْهَبُوْنَ ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ
لِّلْعٰلَمِیْنَ ۝ لِمَنْ شَآءَ مِنْكُمْ اَنْ یَّسْتَقِیْمَ ۝
وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ یَّشَآءَ
اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ ۝

ترجمہ: جب سورج لپیٹ لیا جائے اور تارے بے نور ہو جائیں اور جب پہاڑ چلائے جائیں اور جب بیانے والی اونٹنیاں بیکار ہو جائیں اور جب وحشی جانور جمع کئے جائیں اور جب دریا آگ ہو جائیں اور جب روحیں بدنوں سے ملا دی جائیں اور جب اس لڑکی سے جو زندہ دفنا دی گئی ہو پوچھا جائے کہ وہ کس گناہ پر مار دی گئی اور جب اعمالنامے کھولے جائیں اور جب آسمان کی کھال کھینچ لی جائے اور جب دوزخ بھڑکائی جائے اور جب بہشت قریب لائی جائے تب ہر شخص جان لے گا کہ وہ کیا لے کر آیا ہے۔ ہم کو ان ستاروں کی قسم جو پیچھے ہٹ جاتے ہیں اور جو سیر کرتے اور غائب ہو جاتے ہیں اور رات کی جب ختم ہونے لگتی ہے اور صبح کی جب نمودار ہوتی ہے کہ بے شک یہ (قرآن) فرشتہ عالی مقام کی زبان کا پیغام ہے جو صاحب قوت مالک عرش کے ہاں اونچے درجے والا ہے سردار اور امانتدار ہے اور تمہارے رفیق (محمد) دیوانے نہیں ہیں، بے شک انہوں نے اس (فرشتے) کو (آسمان کے) کھلے کنارے پر دیکھا ہے اور وہ پوشیدہ باتوں (کے ظاہر کرنے) میں بخیل نہیں اور یہ شیطان مردود کا کلام نہیں پھر تم کدھر جا رہے ہو؟ یہ تو جہان کے لوگوں کے لئے نصیحت ہے، اس کے لئے جو تم میں سے سیدھی چال چلنا چاہے اور تم کچھ بھی نہیں چاہ سکتے مگر وہی جو اللہ رب العالمین چاہے۔ (سورۃ التکویر پ ۳۰)

صدق اللہ العلی العظیم

عقیدۂ ختمِ نبوت کے تحفظ، محاسبۂ مرزائیت و رافضیت، اُسوۂ آلِ اصحابِ رسول علیہم السلام کی تعلیم و تبلیغ کو ملکی اور عالمی سطح پر عام کرنے کے لئے ہمارا ساتھ دیں۔

چرمِ قربانی

مجلس احرارِ اسلام

کے شعبہ تبلیغ

تحریک تحفظ ختمِ نبوت

کو دیجئے

شعبہ نشر و اشاعت: مجلس احرارِ اسلام پاکستان۔
دار بنی ھاشم مہربان کالونی ملتان۔ فون: ۵۱۱۹۶۱

ماہنامہ نقیبِ ختمِ نبوّت ملتان

رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۷۵۵

ذوالحجۃ الحرام ۱۴۱۵ھ مئی ۱۹۹۵ء جلد ۶ ، شمارہ ۵ قیمت/۱۰ روپے

زیرِ سرپرستی

حضرت مولانا خواجہ خان محمد مدظلہ

مجلسِ ادارت

رئیس التحریر :
سید عطاء المحسن بخاری

مدیر مسئول :
سید محمد کفیل بخاری

رُفقاءِ فکر

مولانا محمد عبدالحق مدظلہ
حکیم محمود احمد ظفر مدظلہ
ذوالکفل بخاری ۰ قمر الحسنین
شمس الاسلام بلوچ ۰ ابوسفیان تائب
محمد عمر فاروق ۰ عبداللطیف خالد
خادم حسین سید خالد مسعود

زرِ تعاون سالانہ

اندرون ملک /۱۰۰ روپے ◉ بیرون ملک /۱۰۰۰ روپے پاکستانی

رابطہ

دارِ بنی ہاشم ، مہربان کالونی ، ملتان - فون : ۵۱۱۹۶۱

تحریک تحفظ ختمِ نبوّۃ (شعبۂ تبلیغ) مجلسِ احرارِ اسلام پاکستان

ناشر : سید محمد کفیل بخاری ، طابع : تشکیل احمد اختر ، مطبع : تشکیل پرنٹرز ، مقامِ اشاعت : دارِ بنی ہاشم ملتان

آئینہ

افکار احرار:	بے عمل زندگی ....؟	چودھری افضل حق ؒ	۳
اداریہ:	دل کی بات	مدیر	۴
شذرہ:	نہ کہیں لذت کردار نہ افکار عمیق	سید عطاء المحسن بخاری	۶
خطاب:	دین میں پورے داخل ہو جاؤ اور شیطان کی اتباع نہ کرو	سید عطاء المحسن بخاری	۸
تاریخ:	تحریک جہاد اور سید احمد شہید رحمہ اللہ	پروفیسر عابد صدیق	۱۴
خطاب:	جمہوریت کی تباہ کاریاں اور اس سے نجات کا راستہ	سید عطاء المؤمن بخاری	۱۷
ترحیم:	* دعا صحت ..... * مسافرین آخرت	ادارہ	۳۹
طنز و مزاح:	زبان میری ہے بات انکی	ساغر اقبالی	۴۱
دین و دانش:	انسائیکلوپیڈیا آف قرآن	محمد سعید انجم توحیدی	۴۳
منقبت:	بیاد سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ	حکیم سرو سہارنپوری	۴۹
نظم:	رنگ سخن	پروفیسر محمد اکرام تائب	۵۱
قادیانیت:	ہندوستان میں قادیانیت کا پھیلاؤ	خورشید عالم	۵۴
اخبار الاحرار:	مجلس احرار اسلام ملتان کے انتخابات	معظم معاویہ	۶۱

بے عمل زندگی.....؟

بے عملی اور سُستی پھولوں کی نرم نازک سیج ہے۔ اس میں پڑ کر کوئی مشکل سے اٹھتا ہے۔ بے عملی کو خیر باد کہنا عام طور پر دشوار ہے۔

حقہ پی کر قوائے عمل کو کمزور کر لینے والی، بغیر بیت المال کے فضول خرچی کر کے ہر قسم کے ذرائع سے محروم ہو کر ترقی کے سارے دروازے اپنے اوپر بند کر لینے والی قوم تشدد کے سامنے زیادہ دیر نہیں ٹھہر سکتی۔ قوم محض برکتوں کے سہارے زندگی کے کامیاب سفر کو کب تک جاری رکھ سکتی ہے؟ جانوروں کی طرح بے شعور محنت کر کے جینا اور کیڑوں کی طرح مرنا بے عمل زندگی کا عنوان ہے۔

مفکرِ احرار، چودھری افضل حق رحمہ اللہ

(تاریخ احرار، صفحہ ۱۵۶)

دل کی بات

قانون توہین رسالت میں ترمیم.....؟

جب سے موجودہ حکومت برسر اقتدار آئی ہے تب سے ایک بات واضح طور پر اس کی اوّلین ترجیحات میں ہے کہ پاکستان کا مذہبی تشخص ختم کیا جائے۔ اس کے لئے ضروری سمجھا گیا کہ دینی شعائر و اقدار کو پامال کیا جائے مذہبی شخصیتوں، تنظیموں اور اداروں کو کلیتہً ختم کر دیا جائے یا کم از کم انہیں بری طرح بدنام کر کے ان کے خلاف نفرت پیدا کی جائے اور علماء سے عوام کا اعتماد ختم کر دیا جائے۔ اس حوالے سے پیپلز پارٹی کے "ترنگے" چہرے پر بے شمار بدنما داغ، دھبے اور چھینٹے ہیں۔ جس پر اسے فخر ہے۔ کچھ عرصہ سے قانون توہین رسالت بھی پی پی حکومت کی زد میں ہے۔ امریکی آقاؤں کے ایماء پر پی پی حکمرانوں میں یہ خواہش پیدا ہوئی ہے کہ اس قانون میں ترامیم کر کے اس کے نفاذ کو قطعی غیر موثر بنا دیا جائے۔ چنانچہ ترامیم تیار ہیں اور ارکانِ اسمبلی کی تائید یا مخالفت کی منتظر ہیں۔ ان ترامیم کے ذریعے اوّل تو مقدمہ کا اندراج ہی ناممکن بنایا جا رہا ہے۔ اور اگر مقدمہ درج ہو بھی جائے تو سزا ملنے کے امکانات ہی معدوم ہیں۔ سلامت مسیح کیس اس سازش کی زندہ مثال ہے کہ سزا یافتہ مجرموں کو کس طرح بَری کر کے ان کے ساتھ وی آئی پی سلوک کیا گیا اور نہایت عزت و وقار کے ساتھ انہیں اپنے اور ان کے مشترکہ آقاؤں کے سپرد کیا گیا۔

اگر حکومت توہین رسالت کے قانون میں ترامیم منظور کرانے میں کامیاب ہو جاتی ہے تو پھر اسے یقین رکھنا چاہیئے کہ اس سے ملک میں لاقانونیت بڑھے گی اور لوگ قانون کو ہاتھ میں لیں گے۔ عدلیہ کا رہا سہا اور بچا کھچا وقار بھی ختم ہو جائے گا۔ جس دھرتی پر محبوب خدا ﷺ کی کھلی توہین ہو اور توہین کرنے والوں کو قانونی تحفظات فراہم کئے جائیں وہاں کیا ہو گا.....؟ حکمرانوں کو اپنا اقتدار بچانا مشکل ہو جائے گا اور اللہ کا عذاب نازل ہونے میں کوئی شک باقی نہیں رہے گا۔

اللہ تعالیٰ نہ تو علماء کا محتاج ہے اور نہ دینی جماعتوں کا۔ اس کا فرمان ہے کہ تم نافرمانی کرو گے تو کوئی دوسرا تم پر حکمرانی کریگا۔ حکومت کو چاہیئے کہ وہ امریکیوں، یہودیوں اور نصرانیوں کی غلامی میں اتنا آگے نہ بڑھے کہ اسے پھر واپسی کا راستہ نہ ملے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد عالی ہے۔

مَنْ سَبَّ الْاَنْبِیَاءَ قُتِلَ وَمَنْ سَبَّ اَصْحَابِیْ جُلِدَ

جو انبیا کو گالی بکے اسے قتل کر دو اور جو صحابہ کو برا کہے اسے درّے لگاؤ۔

اس فیصلہ کے بعد اب کسی اور فیصلہ کی ضرورت باقی نہیں رہتی اور نہ ہم بحیثیت مسلمان کسی اور کے حکم و فرمان کے پابند ہیں۔

ہمیں امید ہے کہ حکومت خوف آخرت نہ سہی حالات کے تیور ضرور مد نظر رکھے گی۔ اور کوئی ایسا فیصلہ نہیں کرے گی جو حکومت اور ملک کے لئے تباہی کا پیش خیمہ ثابت ہو۔ ورنہ لوگ ختم المرسلین ﷺ کی حرمت و ناموس پر کٹ مریں گے اور آنچ نہ آنے دیں گے۔

اقبالی بیان آرڈیننس

صدر مملکت نے گزشتہ دنوں ایک آرڈیننس کے ذریعے دہشت گردی سے متاثرہ علاقوں (خصوصی عدالتوں) کے قانون مجریہ ۱۹۹۲ء میں ترمیم کی ہے جو ایک نئی دفعہ کی صورت میں اس ایکٹ میں شامل کی گئی ہے اور جو دفعہ ۱۱ الف کہلائے گی۔ اس قانون کے تحت الزام میں ملوث کوئی ملزم پولیس کے کسی افسر، جنکا رتبہ ڈپٹی ایس پی سے کم نہ ہوگا، کے سامنے اگر اقبالِ جرم کر لے تو یہ اقبالِ جرم عدالت کے روبرو قابل تسلیم گواہی تصور ہوگا۔ یعنی عدالت اس بیان کو ملزم کے خلاف درست تسلیم کرے گی۔ خواہ بعد میں ملزم اس سے منحرف ہی کیوں نہ ہو جائے۔

اقبالِ جرم کے سلسلہ میں تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۱۶۴ پہلے ہی موجود ہے جس کے تحت ملزم کا اقبالی بیان پولیس کی حراست سے آزاد کر کے صرف مجسٹریٹ ہی لیتا ہے اور وہ ملزم سے دریافت کرتا ہے کہ یہ بیان وہ کسی دباؤ کے تحت تو نہیں دے رہا؟

نیا صدارتی آرڈیننس بظاہر دہشت گردی کے خلاف ہے مگر درپردہ حکومت مخالف قوتوں کو کچلنے کا منظم پروگرام ہے۔ ہماری پولیس کے کرتوتوں اور مظالم سے کون آگاہ نہیں۔ اقبالی بیان کرانا تو پولیس کے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔ ملک پہلے ہی پولیس سٹیٹ بنا ہوا ہے مگر اس آرڈیننس کے نفاذ سے پولیس کو لامحدود اختیارات مل جائیں گے۔ وہ جب چاہیں اور جسے چاہیں دہشت گردی کے الزام میں پکڑ کر اقبالی بیان لکھوالیں۔ ماہرین قانون کی اکثریت نے بھی اس آرڈیننس کو ناپسندیدہ اور انسانی حقوق کے خلاف قرار دیا ہے۔ ہمارے نزدیک اس آرڈیننس کے نفاذ کے بعد عدالتوں کی کوئی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ پھر مقدمات کے فیصلوں کا اختیار بھی تھانوں کو دے دیا جائے تاکہ لوگوں کو "سستے اور من پسند انصاف" کے حصول میں کوئی دشواری نہ رہے۔

بہرحال اس آرڈیننس کو کسی بھی صورت میں مستحسن قرار نہیں دیا جاسکتا۔ آرڈیننسوں کی بیساکھیوں کے سہارے آخر کب تک یہ حکومت اپنے وجود کو برقرار رکھ سکے گی....؟

....

جناب نذیر احمد غازی (اسسٹنٹ ایڈووکیٹ جنرل پنجاب) کی برطرفی۔

گزشتہ دنوں ممتاز قانون دان جناب نذیر احمد غازی (اسسٹنٹ ایڈووکیٹ جنرل پنجاب) کو اس بنا پر ان کے عہدے سے برطرف کر دیا گیا کہ وہ مذہبی آدمی ہیں۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ غازی صاحب ایک کٹر مذہبی آدمی ہیں اور یہ انکا بنیادی حق ہے۔ وہ نہ صرف پاکستان کے چند ممتاز قانون دانوں میں سے ایک ہیں بلکہ جذبۂ حب رسول ﷺ سے سرشار ایک عظیم مسلمان بھی ہیں۔ یہی بات ان کے لئے سب سے بڑا فخر ہے۔ قادیانیت کے حوالے سے آج تک جتنے بھی مقدمات چلے غازی صاحب کا کردار ان میں ایک سچے مسلمان کا ہے۔ انہیں سلامت مسیح کیس میں حکومت نے معاونت کے لئے طلب کیا تو انہوں نے بحیثیت قانون دان کے حکومتی دباؤ کے بغیر اس میں حصہ لینے کا عندیہ دیا۔ اور حکومتی (امریکی و برطانوی) خواہشات کے احترام کے مقابلے مین ناموس رسالت ﷺ کے احترام و تقدس کو ترجیح دی یہی جرم ان کے لئے توشۂ آخرت بن گیا۔ یہ تو اللہ کا شکر ہے کہ انہیں مذہبی آدمی قرار دیکر برطرف کیا گیا ہے۔ ورنہ حکومت سے

(بقیہ ص ۷ پر)

سید عطاء المحسن بخاری

نہ کہیں لذتِ کردار نہ افکارِ عمیق

چند روز ہوئے اخبار میں ایک پولیس افسر کا بیان تھا "عبادت گاہوں میں دھماکے اور بے گناہ شہریوں کا قتل عام ہمارے ماتھے پر کلنک کا ٹیکہ ہیں" اُن کا یہ کہنا اس لئے بجا ہے کہ انہوں نے کہا ہے' میں کہوں تو بات نہیں بنتی کہ میرے ساتھ افسری' نوکری کی معروف "ی" لگی ہوئی' جڑی ہوئی یا چپکی ہوئی نہیں ہے۔ اس معروف "ی" میں بڑی وارداتیں' لذتیں اور معرفتیں ہیں۔ یہ بگڑ جائے تو وحشی کوسکوں سے کیا مطلب؟ اور اگر مہربان ہوجائے تو راحتِ جاں۔ کہیں مجرا ہو تو پہلی قطار میں یہی معروف "ی" براجمان ہوتی ہے اور اس کے ماتھے پر نہ صرف یہ کہ بدنما داغ نہیں لگتا بلکہ مجرا کرانے والوں کو مکمل تحفظ ملتا ہے۔ ان کے راحت و آرام اور دلآرام کا رام رام کر کے احترام کیا جاتا ہے' خیال رکھا جاتا ہے اور پورے علاقے کو شور' بکواس اور غل غپاڑے سے محشرستان بنانے والوں کے خلاف کارروائی کا مطالبہ کرنے والوں کو "ٹھاکہ تھلے" رکھ لیا جاتا ہے اور موقع پاکر قانون نافذ کرنے والے ان پر قانون "نافذ" کردیتے ہیں۔ پھر فتح کا نعرہ بلند ہوتا ہے "ہُن دس اوئے مُلّاں"۔ اگر بسیں اوورلوڈنگ کریں' سواری اٹھانے اور پھر منزل تک پہنچنے کیلئے تیز رفتاری' جان ماری اور مت ماری کا مظاہرہ کریں' وحشت ناک آواز میں ریکارڈنگ کریں' نہایت لچر' گندے اور پوچ گانے لگائیں تو کچھ کہنے سننے والوں کو جواب ملتا ہے۔ "اوئے تو بیہہ اوئے وڈا مولوی" ہم سال میں کروڑوں روپے پولیس کو دیتے ہیں' وہ تو بند کرادے ہم سب کچھ چھوڑ دیتے ہیں۔ یہ روپیہ سپاہی سے لے کر افسر تک سب کھا جاتے ہیں اور یہ "محافظوں" کے ماتھے کا بدنما داغ نہیں ہے یہ تو سیندور ہے جس سے یہ جرم پرور مانگیں بھرتے' سجاتے' چمکاتے اور بے آسرا لوگوں کی بے لذت زندگیوں کا منہ چڑاتے ہیں اور منہ چڑانے والوں میں کروڑوں روپے ڈکارنے والوں کے بچے سرفہرست ہیں کہ۔

رشوتوں سے پلے ہوئے بچے
کتنی جلدی جوان ہوتے ہیں

ملتان میں بگٹی قبیلہ کے شرپسند سربازار بے گناہ عوام پر گولیاں برساتے رہے' ان کے سینے چھلنی کرتے رہے اور دندناتے رہے' مگر پڑوس میں پولیس خاموش بیٹھی موت کے کھیل کا تماشہ دیکھتی رہی' انجوائے کرتی رہی۔ ایک "اشتہاری پولیس افسر" اپنی آنکھوں سے لاشیں گرتی دیکھتا رہا اور...... کچھ نہ کرسکا۔ یہ بھی ان کے ماتھے کا بدنما داغ نہیں ہے۔

جوا کھیلنے والے' منشیات بیچنے والے' اسلحہ کی فروخت کرنیوالے' سمگلنگ کا دھندا کرنے والے مجرموں' کمینوں' خوش پوش سفلوں' افسری و نوکری بچانے والوں سے جو مال پانی ملتا ہے وہ بھی کلنک کا ٹیکہ نہیں' داغ دھبہ نہیں' بدنما بھی نہیں بلکہ خوش نما ہے کہ اسی خالص مقطر اور کشیدہ حلال مال سے حج کر کے حاجی ہو جائیں تو کس قدر خوش نما ہے۔ مسجدوں میں آنے جانے لگ گئے تو نمازی ہوگئے' ہلکی ہلکی خشخشی چہرے پہ سجائی تو صوفی صاحب ہوگئے۔ اسی مال پانی سے مسجدوں کو چندہ دے دیا تو مولوی نے جنت کا سرٹیفکیٹ بھی دے دیا۔ ریٹائر ہوئے تو حاجت روا اور مشکل کشا پیر تسمہ پا بن گئے۔ (جبکہ دورانِ سروس "مشکل پھنسا" تھے) پھر اخباروں کے ذریعے اُمت کی رہبری میں معروف ہوگئے۔ کسی آشرم کے پروہت بن گئے تو واسیوں کو پروہتوں' پنڈتوں کی قربتوں کے "بلند مقام" سے آشنا کر کے جنتوں کا وارث بنانے میں لگ گئے اور جھوم جھوم کے قوالوں کی قوالی سنا کئے

کیا خوشنما ہے بہارِ مدینہ
میں قربان تیرے بہارِ مدینہ

اور اس پاک جذبے کو بھی ایکسپلائٹ کرنے سے باز نہ آئے

پھر..... "ویلاں دے چھٹے"

اکیھے ہتھ بنیراے' نہ تیراے نہ میراے
رند کے رند رہے' ہاتھ سے جنت نہ گئی
لیکن یہ سب کچھ اسی دنیا میں ہے' آگے نہیں۔ تاجدارِ ختم نبوت ﷺ کا ارشادِ عالی ہے:

"جو جسم حرام غذا سے پلا ہوگا وہ جنت میں نہیں جائیگا۔" (ترجمہ حدیث)

پاکستانی قانون جو باقیاتِ افرنگ ہے اس کو بھی اگر فرنگی خبیث کے انداز میں نافذ کیا جائے تو ان حرام خوروں اور حرام کاروں کو بھی لقمۂ حلال نصیب ہو سکتا ہے' انہیں حرام خوری سے بچایا جا سکتا ہے۔ مگر اشرافیہ کے اسراف جمہوریت کا کمال یہ ہے کہ یہ فرنگیانہ صفت بھی ان میں نہیں ہے۔

نے ہاں بے چارہ می سازی نہ بہانہ ساختی

نہ اسلام ہے' نہ جمہوریت' وحشت ہی وحشت' دو پائے کے جنگل کا قانون جو طاقت کی بنیاد پر لاگو ہوتا ہے' نافذ ہے اور اس جنگلی قانون کو نافذ کرنے والے بھی جنگل کے خوشنما درندے ہیں۔ جو اپنی خوشنمائی سے آنکھوں کو خیرہ کرتے' دلوں کو لبھاتے اور محفلوں کو برماتے ہیں۔ یہ تمام محفلیں ان کی شکار گاہیں اور گھاتیں ہیں اور یہ نتیجہ ہے جمہوریت کے کثرتِ استعمال کا بلکہ جا و بے جا استعمال کا۔ مثلاً

اپنے مسلم لیگی اقبال احمد خان جو اسلامی مشاورتی کونسل کے چیئرمین بھی ہیں بڑے کٹر مسلم لیگی ہیں۔ ایسے مسلم لیگی صرف لیگی ہیں۔ وہ بھی اس خرافۂ جمہوریت کے بے استعمال کے صلہ میں امریکہ سے ہو آئے ہیں اور اکیلے نہیں بائیس رقاصائیں اور گلوکار مسلم بھی اس لیگی کے ساتھ تھے

یوں مسلم لیگ (ج) کے ترکیبی اجزاء مکمل ہوئے اور اس مسلم لیگ کو بے نظیر کی نذریں سرپرستی بھی حاصل ہوئی پاکستان کی ایسی اسلامی مشاورتی کونسل کے ایسے چیئرمین کی ایسی رفاقت اور ایسی سرپرستی میں امریکہ یاترا کا اس کے سوا

اور کیا مقصد ہو سکتا ہے کہ پاکستان ان جیسے روشن خیال لوگوں کی "زد" میں ہے۔ امریکیو! ہمارے ملک میں اب کسی انتہاپسند مسلمان' بنیاد پرست مسلمان اور کسی دہشت گرد "مولوی" سے کوئی خطرہ نہیں۔

دے کلنٹن دوے "تیاں دور بلاواں

یقین کرلو' اب یہاں کوئی نہیں' کوئی نہیں آئیگا' اسلام نہ مولوی۔ پیانے پہ چلتا ہے میخانہ مرکا کا دے جا سُنجیا' انت بھلے دا بھلا اور وہائٹ ہاؤس میں گدایان کوئے ملامت نے حقِ نمک ادا کرتے ہوئے آخر بھیک لی' جو دے اس کا بھی بھلا جو نہ دے اس کا بھی بھلا۔

○

(بقیہ : ص ۵)

کیا بعید تھا کہ انہیں بھینس چوری کے الزام میں گرفتار کر کے نوکری سے نکال دیا جاتا۔ ہم غازی صاحب کو مبارک باد دیتے ہیں۔ یقیناً اللہ تعالیٰ کے ہاں ان کا کوئی اچھا عمل قبول ہوا ہے۔ لیکن یہ بات اپنی جگہ مسلمہ ہے کہ غازی صاحب کی برطرفی حکومت کے چہرے پر سیاہ دھبہ ہے اور ہم اس کی پرزور مذمت کرتے ہیں۔

واقعہ کربلا اور اس کا پس منظر

مولانا عتیق الرحمٰن سنبھلی

ایک نئے مطالعے کی روشنی میں

تحقیق کی دنیا میں علماء اور دانشوروں سے دادِ تحسین وصول کرنے والی
نہایت متوازن اور مسلکِ حق کی ترجمان کتاب

قیمت 150 روپے

بخاری اکیڈمی مہربان کالونی ملتان۔

خطاب: ابنِ امیرِ شریعت سید عطاء المحسن بخاری مرتب: مولانا ابو معاویہ رحمانی، بستی مولویاں

"دین میں پورے داخل ہو جاؤ اور شیطان کی اتباع نہ کرو"

جذبہ جہاد کو ختم کرنے کے لئے انگریز نے جمہوری نظام متعارف کرایا۔

اعمالِ نبوی چھوڑ کر ہر محنت و کوشش اکارت ہو جائے گی۔

احرار کارکن مسلکی نزاع میں حصہ دار نہ بنیں۔

❋

حکومت الٰہیہ کے قیام کیلئے مجلس احرار اسلام ہمیشہ سے کوشاں رہی ہے۔ مجلس کے اکابر، اور کارکن قریہ قریہ، نگر نگر، شہر شہر اس پیغام کو تبلیغی انداز میں رضاکارانہ طور پر پہنچا رہے ہیں۔ ابن امیر شریعت مولانا سید عطاء المحسن بخاری، ناظم اعلیٰ مجلس احرار اسلام پاکستان ۱۵ جنوری ۱۹۹۵ء کو ضلع رحیم یار خان کے تبلیغی دورہ پر تشریف لائے اور مختلف دیہاتوں، قصبوں اور بستیوں میں کئی اجتماعات سے خطاب فرمایا۔ آپ کے ان خطبات کا خلاصہ ذیل میں ہدیہ قارئین کیا جارہا ہے۔ (ادارہ)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَہٗ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِالرُّسُلِ وَ خَاتَمِ الْاَنْبِیَاءِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَزْوَاجِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَ بَارَکَ وَسَلَّمَ

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔

اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَاللّٰہِ اَتْقٰکُمْ۔ صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ۔

دین میں ذات پات کی کوئی اہمیت نہیں قومیت تو اسلام سے قبل تھی اسلام کا کلمہ پڑھنے کے بعد سب یکساں ہیں۔ اور آپس میں بھائی ہیں۔ حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ کو دیکھیں، کلمہ پڑھنے سے پہلے ایک غلام تھے۔ کلمہ پڑھ لینے کے بعد نبی کی غلامی قبول کر لی۔ اب نسبت صحابیت کے حوالے سے باقی صحابہ کے برابر ہیں۔ اسلام عزت و تکریم کی شرط تقویٰ ہے اگر صرف ذات کا لحاظ کرنا ہے تو پھر ابو جہل اور ابو طالب کو دیکھیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ہیں، اس سے زیادہ اور کیا برتری ہو سکتی ہے۔ ذات کے لحاظ سے بہت ارفع ہیں۔ پھر ان کی عزت و تکریم کیوں نہیں کرتے؟ اس لئے کہ شرط صرف تقویٰ ہے۔ باقی یہ قومیتیں تو صرف پہچان کیلئے ہیں۔

وجعلنا کُمْ شُعُوْباً وَ قَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا،

تا کہ تم پہچانے جاؤ کہ یہ چوہان ہے، یہ اعوان ہے، یہ پٹھان ہے، یہ سید ہے اور یہ ارائیں ہے وغیرہ

وغیرہ۔ اختلاف زبان بھی کوئی چیز نہیں یہ سب زبانیں اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی ہیں۔ زبانیں بھی سب سیکھنی چاہئیں جب ہم نے نبی علیہ السلام کا کلمہ پڑھ لیا تو اب ہم سب بھائی بھائی ہو گئے اب کالے اور گورے کی کوئی تفریق جائز نہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ

أدخُلوا فِي السِّلْمِ كَافَّة

اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ

یوں نہ کرو کہ اسلام کے بعض احکام تو مان لئے اور بعض احکام نہ مانے جیسے الٹی سیدھی نماز تو پڑھ لی اور زکواۃ کے وقت بے پرواہی اختیار کر لی روزہ کبھی رکھ لیا اور کبھی نہ رکھا۔ اب اگر کلمہ نبی کا پڑھ لیا ہے تو پھر رہبر بھی انہی کو مانو اور ان کے بتائے ہوئے احکام پورے کے پورے تسلیم کرنا ہوں گے۔

اب نماز انہی کے طریقہ کے مطابق پڑھنی ہو گی، روزہ بھی انہی کے فرمان کے مطابق رکھنا ہو گا، حج بھی انہی کے فرمان کے مطابق کرنا ہو گا تجارت، سیاست اور عدالت بھی انہی کے فرمان کے مطابق، لین دین، اٹھنا بیٹھنا، جاگنا، سونا، کھانا، پینا، شادی بیاہ، غمی سب کچھ انہی کے فرمان کے مطابق کرو گے تو تب

اُدْخُلُوْا فِي السِّلْمِ كَافَّةً

ہو گا۔ اور اللہ تعالیٰ نے یہ بھی ساتھ فرما دیا ہے کہ

وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوَاتِ الشَّيْطٰن

شیطان کی تابعداری نہ کرو۔

اگر نبی علیہ السلام کے فرمان کے خلاف چلو گے تو یہ خطوات الشیطن ہو گا۔ خدائے قدیر کے دین کے مقابلے میں مختلف نظامہائے ریاست لائے گئے اور کہا گیا کہ یہ نظام درست ہے لیکن کچھ عرصہ اس نظام کو آزمایا پھر آہستہ آہستہ اس نظام میں ترمیم شروع کر دی۔ انسان نے جو بھی نظام بنایا اس میں کوئی نہ کوئی خامی موجود ہو گی اور اس میں کسی نہ کسی گوشے میں رعایت بھی ہو گی کیونکہ انسان کسی نہ کسی موڑ پر اپنے لئے نرمی کا گوشہ رکھ لے گا مگر اللہ تعالیٰ نے جو نظام حیات بنا کر قرآن مجید بھیجا ہے اس میں سب قوانین و احکام سب کیلئے یکساں ہیں جو پوری کائنات کیلئے کافی ہے۔

فَمَنْ تَبِعَ هُدَايَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْن

جس نے اتباع کی ہدایت کو پا گیا پس اس کیلئے کوئی خوف اور حزن نہیں۔

ایک اللہ سے ڈرو، جب تک ایک اللہ سے ڈرتے رہو گے تو پھر خوف اور حزن نہ ہو گا۔ کتاب ہدایت سے ہدایت حاصل کریں، جیسے حکم ملے ویسے کام کریں۔ نماز نبی کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق ہو گی تو اتباع ہے۔ روزہ، حج، زکواۃ، تجارت غرضیکہ قدم قدم نبی کے فرمان کے مطابق ہو۔

ہم باقی کام تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق کر سکتے ہیں لیکن سیاست نبی علیہ السلام کے فرمان کے مطابق نہیں کرتے، کیوں؟

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے کہ

وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ وَلَاتَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاھِلِیَّۃِ الْاُوْلٰی

اپنے گھروں میں وقار کے ساتھ ٹھہری رہو اور دور جاہلیت کی طرح بن سنور کر گھر سے نہ نکلو

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ عورت گھر سے باہر نہ نکلے اور تم نے عورت کو ملک کا سربراہ بنا دیا ہے اور پھر اس کے جواز کیلئے کئی کئی تاویلیں پیش کی جاتی ہیں۔

اللہ کا فرمان ہے کہ

اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَی النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰہُ بَعْضَھُمْ عَلٰی بَعْضٍ وَّبِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِھِمْ فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَیْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰہُ

مرد عورتوں کے قوام ہیں اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے اور اس وجہ سے کہ مرد اپنا مال خرچ کرے پس جو عورتیں نیک ہیں اطاعت کرتی ہیں مرد کی۔ اس کی عدم موجودگی میں بحفاظت الہی نگہداشت کرتی ہیں۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے مردوں کو قوام فرمایا ہے اور عربی زبان میں قوام کسی شئے کے محافظ اور حاکم کو کہتے ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ مرد عورتوں کے قوام یعنی محافظ ہیں اور ہم کہتے ہیں کہ نہیں عورت اس قابل ہو گئی ہے کہ اس کو ملک کی باگ ڈور دی جائے تو وہ سنبھال سکتی ہے۔ ہم کیسے مسلمان ہیں، کلمہ نبی علیہ السلام کا پڑھتے ہیں اور کام ان کی مرضی کے خلاف کرتے ہیں اور پھر دعویٰ یہ ہے کہ ہم پکے مسلمان ہیں اگر پکے مسلمان ہونے کا دعویٰ ہے تو پھر اللہ تعالیٰ امتحان بھی لیتا ہے اور دیکھتا ہے کہ

اُدْخُلُوْا فِی السِّلْمِ کَآفَّۃً

ہو کہ نہیں، کہیں ایسا تو نہیں کہ

تُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْکِتٰبِ وَتَکْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ

یہ مسلمان کا شیوہ نہیں یہ تو یہود و نصاریٰ کا طریقہ ہے۔ اس سے بچو ورنہ عذاب خداوندی میں پکڑے جاؤ گے۔

میں ایک دینی جماعت مجلس احرار اسلام کا نمائندہ ہوں اور گلی گلی، کوچہ کوچہ، قریہ قریہ پھر رہا ہوں اور بھولا ہوا سبق یاد دلا رہا ہوں جس میں ہم سب کی نجات ہے اور وہ ہے پاکستان میں حکومت الٰہیہ کا قیام۔ پاکستان میں اسلام کا نفاذ چاہتے تو پہلے اس کافرانہ نظام جمہوریت کو نکال پھینکو پھر اسلام آئے گا اور یہ بھی یاد رکھو کہ اسلام ووٹ سے نہیں آئے گا۔ اگر اس ملک میں اسلام آ جائے تو پھر موجودہ سیاستدانوں کی اسلامی معاشرہ میں کوئی ضرورت باقی نہیں رہتی اور اسلام کی حزب مخالف تو ہے ہی نہیں اسلام کی حزب مخالف تو کفر ہے۔ اس لئے یہ سرمایہ دار اور سیاستدان اس ملک میں اسلام نہ لائیں گے اور نہ لانے دیں گے۔ اس نظام کفر کو اس ملک سے ختم کرنے کیلئے میری جماعت مجلس احرار اسلام کا ساتھ دو میری جماعت چہروں کی تبدیلی نہیں چاہتی بلکہ نظام کی تبدیلی چاہتی ہے۔

مسلمانوں کی کامیابی اسباب پر نہیں۔ مسلمان کا یقین صرف اللہ پر ہوتا ہے اور وہی مسبب الاسباب ہے اس بات کا یقین رکھ کر اس ملک میں نظام اسلام اور حکومت الٰہیہ کے قیام کیلئے کھڑے ہو جائیں اور خلوص کے ساتھ کام

کریں پھر دیکھیں کہ مسبب الاسباب کیسے سبب بناتا ہے۔ اس ملک پر پہلا ظلم کافرانہ جمہوری نظام چلانے والوں نے کیا۔ اگر قرآن اور اسلام رائج ہوتا تو آج یہ جو سندھی، پنجابی، بلوچ، پٹھان اور سرائیکی کی تفریق ہے یہ نہ ہوتی۔ اسلام میں تفریق نہیں اس میں کالے، گورے سب برابر ہیں ذرا سوچیئے تو سہی یہ آگ کس نے لگائی ہے؟ یہ آگ امریکہ کے یہودیوں اور عیسائیوں نے بھڑکائی ہے اور اس کے نظام جمہوریت کو آپ سینے سے لگائے ہوئے ہیں۔

ہمارا یقین ہے کہ اسلام ووٹ سے نہیں آئیگا کیونکہ ووٹ تو جمہوریت میں ہے اسلام میں نہیں۔ جمہوریت کو اگر صحیح مان لیا جائے تو بعثت نبوت کے وقت کعبۃ اللہ میں تین سو ساٹھ خدا رکھے ہوئے تھے پھر نبی علیہ السلام نے کلمۂ توحید سنایا اور لوگوں کو ایک خدا کی طرف متوجہ کیا۔

پاکستان کے وڈیرے اور جاگیردار یہاں اسلامی نظام نافذ نہیں کرنے دیں گے کیونکہ ان کی اپنی بھی زندگی صاف نہیں۔ اگر اسلام آگیا تو صحابہ کرام کو بھونکنے والے کو درّے لگائے جائیں گے، زانی کو سنگسار کیا جائے گا، چور کے ہاتھ کاٹے جائیں گے۔ پھر انصاف ہوگا، عدل ہوگا۔ عدل اس وقت تک نہیں آئیگا جب تک تقویٰ نہ آئے۔ اور تقویٰ ہوگا تو امن بھی ہوگا۔

ہم انگریز کے بتائے ہوئے نظام سیاست پر چل رہے ہیں۔ ہمیں یہ نظام بدلنا ہوگا اس نظام سیاست یعنی جمہوریت کے ذریعے اسلام ہرگز نہیں آئیگا کیونکہ یہ نظام تو کفار کا وضع کردہ ہے اور انہوں نے اپنے مفاد کو مد نظر رکھتے ہوئے اسے بنایا ہے اگر اس سے اسلام آسکتا تو کفار اس نظام کو کیوں وضع کرتے؟

نماز، روزہ وغیرہ اگر وہی درست ہے جیسے نبی علیہ السلام نے فرمایا ہے تو پھر اسلام بھی ویسے ہی آئیگا جیسے نبی علیہ السلام نے فرمایا ہے۔

اس جمہوری نظام میں زیادہ سے زیادہ ذاتی معاملات میں دین کا دفاع کرسکتے ہیں اسلام نافذ نہیں کراسکتے۔

آپ نے مورخہ ۱۹ جنوری کو بستی مولویاں میں مجلس احرار اسلام کے کارکنوں کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ

مجلس احرار اسلام ۱۹۲۹ء میں قائم ہوئی تھی جس کا اولین مقصد اللہ کی دھرتی پر حکومت الٰہیہ کا قیام ہے۔ مرزا قادیانی نے جب نبوت کا دعویٰ کیا تو اس وقت کافر حکمران تھا۔ ہمارے اکابرین نے مرزا کو کافر کہا اور جیلیں جھیلیں ہر مصیبت کا سامنا کیا اور ہر دور میں حکومت الٰہیہ کے قیام کیلئے کوشاں رہے۔ ہر جماعت کوئی نہ کوئی مسئلہ سامنے رکھ کر بنائی جاتی ہے، اس جماعت کا سب سے پہلا مسئلہ استیصالِ قادیانیت ہے۔ مرزا قادیانی نے امت مسلمہ کے خلاف ۱۹۰۱ء میں دعویٰ نبوت کیا تو اس کے مقابلہ کیلئے اکابر امت نے ایک مستقل جماعت کے قیام کی ضرورت محسوس کی مگر انتیس برس اس فتنۂ خبیثہ کی سرکوبی کے لئے انفرادی کام ہوتا رہا۔ جو اپنی جگہ بہت بڑا کام تھا۔ تا آنکہ ۱۹۲۹ء میں مجلس احرارِ اسلام کا قیام عمل میں آگیا۔ مجلس احرار اسلام کے قیام کے بعد اکابر احرار اور علماء نے امت مسلمہ پر واضح کیا کہ مرزا قادیانی کے عقائد کیا ہیں۔ انگریز نے جب مرزا قادیانی کو مسلمانوں کے خلاف کھڑا کیا تو سب سے پہلے اس سے یہ کہلوایا کہ اب جہاد حرام ہے۔ کیونکہ انگریز یہ جانتا تھا کہ یہ قوم جہاد کے نام پر مر مٹنے پر تیار ہوجاتی ہے اس لئے سب سے پہلے جہاد ہی حرام کرایا جائے۔

آپ نے فرمایا: جماعتی زندگی میں اراکین جماعت کا ایک دوسرے کے ساتھ متفق ہونا ضروری ہے۔ اسے نظم و نسق کہتے ہیں اور اسی سے ہی جماعت کی نمائندگی ہوتی ہے یہ جماعت کے عہدہ دار کا فرض ہے کہ وہ اپنی جماعت کے عہدہ کو خوش اسلوبی سے نبھائے اور اپنی جماعت کے دستور و منشور کی پوری پوری پابندی کرے۔ مجلس احرار اسلام کے منتخب امیر و صدر و ناظمین کی ذمہ داری ہے کہ وہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فرض امکانی حد تک ادا کریں اور عدم تعاون علی الاثم کے اسلامی اصول کے مطابق اس کے لئے پوری جدوجہد کرے۔ جماعتی دستور و منشور کی خود پوری پابندی کرے اور تمام متعلقین جماعت کو امکانی حد تک اس کا پابند کرے۔ جماعت کے ناظم نشریات کا فرض ہے کہ وہ اپنے علاقے میں جماعت کو متعارف کرائے اخبارات کے ذریعہ اپنی تمام سرگرمیاں اور خبروں کی اشاعت کا اہتمام کرے۔ ہمارا طریقہ کار باقی جماعتوں سے علیحدہ ہے۔ ہم نے صرف دین کو مد نظر رکھ کر دین ہی کا کام کرنا ہے۔ سیاست بھی دین کے مطابق ہو سیاست کو دین پر فوقیت نہیں دی جاسکتی۔ جماعتی زندگی میں نظم و نسق کے ساتھ اخلاق و اعمال کی پاکیزگی اور کردار کی بلندی بھی ضروری ہے۔ جیسا کہ صحابہ کرام کی زندگی کے اعمال کو دیکھ کر کفار نے اسلام کا کلمہ پڑھ لیا۔ مجلس احرار اسلام کے کارکن کو چاہیئے کہ وہ اعمال صالح کی پابندی کرے۔

اختلاف رائے تو ہو لیکن ذاتی رنجش کو جماعت میں نہیں لانا چاہیئے۔ اس اجلاس میں ایک تعزیتی قرار داد پیش کی گئی جس میں پیر جی مولانا عبدالعلیم صدر مجلس احرار اسلام چیچہ وطنی اور شیخ امجد حسین کی شہادت پر گہرے رنج و غم کا اظہار کیا گیا۔ اور کہا گیا کہ ایک طرف تو اتحاد بین المسلمین کے نعرے لگائے جا رہے ہیں اور دوسری طرف سنی علماء کو قتل کیا جا رہا ہے اور حکومت اب تک نہ تو علماء کے قاتلوں کو پکڑ سکی ہے اور نہ مساجد میں بم دھماکوں کے مجرموں کو، جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ حکومت غیر جانبدار نہیں بلکہ وہ مخالف فرقہ کی پشت پناہی کر رہی ہے۔

حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ پیر جی مولانا عبدالعلیم اور شیخ امجد حسین کے قاتلوں کو فوراً گرفتار کر کے کیفر کردار تک پہنچائے۔

ابن امیر شریعت سید عطاء المحسن بخاری مدظلہ ۱۷ اپریل کو مجلس احرار اسلام ضلع رحیم یار خان کی دعوت پر یہاں دوبارہ تشریف لائے۔ اسی روز بستی مولویاں میں ضلعی نمائندگان احرار کا ایک ہنگامی اور تربیتی اجلاس منعقد ہوا۔ محترم حافظ محمد اشرف صاحب کی تلاوت قرآن مجید سے اجلاس کا آغاز ہوا۔ حضرت شاہ جی دامت برکاتہم اجلاس کے خاص مہمان تھے۔ آپ نے کارکنوں سے جو تربیتی خطاب فرمایا اس کا خلاصہ درج ذیل ہے۔

احرار کارکنوں کو موجودہ دور میں دیوبندی، بریلوی اور اہل حدیث کے مسلکی نزاع میں حصہ دار نہیں بننا چاہیئے۔ جس طرح ہمارے اکابر نے اس مسلکی نزاع کو پس پشت ڈال کر قومی اور اجتماعی سوچ کے ساتھ کام کیا ہمیں بھی انہی خطوط پر محنت کرنا ہوگی۔

معاشرے میں اعمال صالحہ کے ذریعے ہی تبدیلی لائی جاسکتی ہے۔ جب تک دینی اعمال کا امتیاز قائم نہ ہوگا اس وقت تک دینی و غیر دینی اعمال میں فرق اور تبدیلی ممکن نہیں۔ اس کے لئے نبی کریم ﷺ کا اسوہ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا عمل ہماری رہنمائی کے لئے کافی ہے۔ محض گفتگو، تقریر اور دعوت کے ذریعے معاشرے میں

تبدیلی ممکن نہیں۔ اس کی ضرورت سے انکار نہیں لیکن اعمال کا حسن اسے دوام عطاء کر دے گا۔ اور پھر گفتگو مؤثر ہو جائے گی۔ لوگوں کو علمی نفع پہنچے گا اور دعوت کا ہمہ گیر عمل جاری ہو سکے گا۔ معاشرتی انقلاب نبی کریم ﷺ کے نورانی اعمال سے ہی آئے گا۔ اعمال نبوی کو چھوڑ کر ہر محنت اور کوشش اکارت ہو جائے گی۔

قرآن کریم کا حکم ہے کہ

"لوگوں کو نیکی اور خیر کی دعوت دو"

والدین اپنی اولاد کو، خاوند بیوی اور بھائی بہن کو اعمال صالحہ اختیار کرنے کی دعوت دے، خود عمل کرے اور دوسروں کو ترغیب دے۔ انشاء اللہ ہماری دنیا و آخرت سنور جائے گی۔

اجلاس کے آخر میں حضرت شاہ جی نے احرار کارکنوں کو مکرر خبردار کیا کہ وہ مسلکی نزاع سے دور رہیں۔ انہوں نے قریبی بستی قیصر چوہان میں اسی قسم کے ایک جھگڑے میں بعض احرار کارکنوں کے ملوث ہونے پر افسوس کا اظہار کیا اور انہیں نصیحت کی کہ وہ ایسی سرگرمیوں میں ملوث ہو کر اپنا وقت، مال اور توانائیاں ضائع نہ کریں۔

مجلس احرار اسلام رحیم یار خان کے رہنما حافظ محمد اشرف نے تجویز دی کہ علاقہ کے با اثر معزز افراد کے ذریعے دوستوں کو قائل کیا جائے کہ وہ ان جھگڑوں سے آزاد ہو کر وسیع سوچ کے ساتھ دین کی محنت کریں۔ تاکہ پرامن ماحول پیدا ہو اور تبلیغ و دعوت کا کام مؤثر ہو سکے۔ اس کے لئے ایک کمیٹی بھی تشکیل دی گئی۔ جس میں شامل افراد کے نام یہ ہیں۔

۱۔ صوفی محمد اسحق صاحب۔ بستی مولویاں

۲۔ حافظ عبدالرحیم نیاز۔ بستی مولویاں

۳۔ مولانا بلال احمد۔ رحیم یار خان

۴۔ ماسٹر خورشید احمد مجاہد۔ قیصر چوہان

مجلس احرار اسلام صادق آباد کے رہنما چودھری بشارت علی نے احرار کارکنوں پر زور دیا کہ وہ اپنی اولاد کو بھی احرار کی دینی محنت میں شریک کریں۔ اگر وہ جماعت کے کام کو حق سمجھتے ہیں تو پھر اس کام کو اپنی اولاد کے لئے بھی پسند کریں۔

حضرت شاہ جی مدظلہ نے ۲۱ اپریل کا جمعہ مسجد ختم نبوت صادق آباد میں پڑھایا اور اسلام کے نظام ریاست و سیاست اور تجارت و معیشت کے موضوع پر بصیرت افروز خطاب فرمایا۔

مجلس احرار اسلام ضلع رحیم یار خان کی دعوت پر مرکزی رہنماء سید محمد کفیل بخاری اور مولانا محمد مغیرہ ۲۰ مئی سے ایک ہفتہ کے دورہ پر یہاں آرہے ہیں۔ وہ مختلف مقامات پر تبلیغی اجتماعات سے خطاب کریں گے اور مرکزی بیت المال کے لئے فنڈ بھی جمع کریں گے۔

پروفیسر حابد صدیق

تحریک جہاد اور سید احمد شہید رحمہ اللہ

ارشاد ربانی ہے۔

اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّکَّنّٰهُمْ فِی الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّکٰوةَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَ نَهَوْا عَنِ الْمُنْکَرِ وَ لِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ۔

یعنی وہ لوگ ایسے ہیں کہ اگر ہم انہیں ملک میں قدرت دیں تو وہ نماز کو قائم کریں اور زکواۃ دیں اور اچھے کاموں کا حکم کریں اور برائی سے منع کریں اور تمام باتوں کا انجام کار اللہ ہی کے ہاتھ ہے۔"

سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ اور انکے رفقاء مجاہدین بے شک اسی آیہ مبارکہ کا مصداق تھے۔ جن میں سے بیشتر نے سید صاحب سمیت آج سے ۱۴۷ سال قبل جولائی ہی کے مہینے میں بالاکوٹ کے مقام پر شہادت پائی۔

سید احمد رحمۃ اللہ علیہ کی اس تحریک جہاد کا پس منظر یہ ہے مغل بادشاہ اکبر کے زمانے سے ہندوستان دینی طوائف الملوکی کا شکار ہو چکا تھا۔ اور ہوائے نفسانی کو تاویل کے ذریعے شرعی سند مہیا کرنے کا رواج عام ہو چکا تھا۔ عام مسلمانوں کے یہ سفائر اسلام کی حفاظت اسقدر مشکل ہو گئی تھی کہ بعد میں شاہ عبدالعزیز نے ہندوستان کے دارالحرب ہونے کا فتویٰ دیا۔ سفائر اسلامی مٹ چکے تھے۔ یا مٹائے جا رہے تھے۔ ہندوانہ رسومات اور رفض و بدعات کو اصل دین بتایا جانے لگا تھا۔ اللہ کی رضا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریق سے بہت بعد ہو گیا تھا یہاں تک کہ سنت کے مطابق اسلام علیک کہنا گستاخی اور بد تہذیبی کی علامت سمجھا جانے لگا تھا۔ مشہور مورخ میر سید عبدالجلیل بلگرامی کے صاحبزادے میر سید محمد اپنی کتاب تبصرہ الناظرین میں اورنگ زیب عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر کرتے ہوئے ۲۷ شعبان ۱۰۸۷ھ کا واقعہ لکھتے ہیں۔ کہ ایک سقے نے جامع مسجد کے زینہ پر بادشاہ کے نزدیک آ کر سلام علیک کہا۔ حکم ہوا، کہ کوتوال کے حوالہ کیا جائے۔ خود شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے شریعت کدے میں بھی سلام مسنونہ کی بجائے، آداب و تسلیمات کا رواج تھا۔

"الناس علی دین ملوکہم" کے مطابق اکبر کے دور میں ہندوؤں کے رسم و رواج اور اورنگ زیب عالمگیر کے بعد دہلی میں نجف خاں اور اودھ میں غازی الانیر کے سبب تعزیہ داری کو ضروریات دین میں شمار کیا جانے لگا تھا۔ اور دین کی اصل شکل محو ہو چکی تھی۔ ان حالات میں تمام مسلمان اپنے مذہبی فرائض سے مجبور اور بعد میں غافل ہو گیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے دین کی تجدید اور احیاء کیلئے اس دور میں سید احمد بریلوی کو منتخب فرمایا جو

۶ صفر ۱۲۰۱ ہجری یا نومبر ۱۷۸۶ عیسوی میں رائے بریلی سادات کے مقتدر گھرانے میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد شاہ علم اللہ کے پڑپوتے تھے۔ جو حضرت آدم بنوری خلیفہ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ تھے۔ سید احمد شہید سترہ اٹھارہ سال کی عمر میں گھر سے نکلے تقریباً ۶ ماہ لکھنو میں بغرض معاش قیام کیا۔ پھر تحصیل علم کا شوق دہلی لے گیا۔ شاہ عبدالعزیز کی خدمت میں پہنچے اور بطریق مسنون السلام علیک کیا۔ شاہ صاحب بہت خوش ہوئے اور حکم فرمایا کہ آئندہ سب سنت کے مطابق سلام کہیں۔ شاہ صاحب نے مصافحہ کیا اور تعارف کے بعد دوبارہ گلے سے لگایا۔ پوچھا کیسے آئے؟ تو سید احمد نے کہا کہ اس زمانے میں آپ کی ذات مبارک کو غنیمت سمجھ کر اللہ تعالیٰ کی طلب کے لئے حاضر ہوا ہوں۔ شاہ صاحب نے مسرت کے ساتھ قیام کا حکم فرمایا۔ اور تقریباً ۴ سال قیام کر کے تحصیل علم کے ساتھ ساتھ شاہ صاحب سے سلسلہ چشتیہ قادریہ اور نقشبندیہ میں بیعت کی اور وطن لوٹے۔ ۲ سال گھر پر قیام کر کے ۱۸۱۰ میں نواب امیر خاں جو بعد میں والئی ٹونک ہوئے، کے سواروں میں بھرتی ہوگئے اور چھ سات سال تک فنون۔ سپہ گری کی تحصیل کی۔ ۱۸۱۶ میں دوبارہ دلی تشریف لے گئے تو دہلی کے اکابر علماء کے علاوہ شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے اپنے خاندان کے نوجوانوں نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ جن میں شاہ صاحب کے داماد مولانا عبدالحی، بھتیجے مولانا سید اسمٰعیل۔ اور نواسے شاہ اسحٰق صاحب شامل تھے۔

۱۸۱۸ میں شاہ صاحب دلی سے نکلے۔ تو شاہ اسمٰعیل اور مولانا عبدالحی کے ہمراہ تھے۔ آپ میرٹھ، مظفر نگر سہارنپور، رام پور، بانس بریلی وغیرہ کا دورہ کر کے جون ۱۸۱۹ میں رائے بریلی پہنچے۔ ۲ سال قیام فرمایا۔ لیکن مسلمانوں کی دینی حالت کی اصلاح کا خیال گھر میں چین سے بیٹھنے نہ دیتا تھا۔ چنانچہ اطراف و جوانب مثلاً بنارس، الہ آباد کانپور وغیرہ کے دورے فرمائے۔ اکتوبر ۱۷۱۹ میں نصیر آباد میں آپ کی مبارک کوششوں سے شیعہ سنی فساد کا متوقع فتنہ فرو ہوا۔ اور لوگ پھر سے دین خالص کی طرف متوجہ ہوئے۔ سید صاحب کے دوروں میں عجیب تاثیر تھی کہ آپ جدھر سے گزرتے اہل باطل کے حوصلے پست ہو جاتے اور طریق سنت لوگوں کے دلوں میں مضبوطی سے جم جاتا۔ اور طبیعتیں بدعت و ضلالت سے نفور ہو جاتی تھیں۔ ہندو اثرات کے سبب نکاح بیوگاں موقوف ہو چکا تھا۔ آپ نے اپنی بیوہ بھاوج سے نکاح کر کے اس سنت کو پھر سے ہندوستان میں جاری فرمایا۔ ایک اور بڑا فتنہ یہ تھا کہ ظاہر پرست علما نے ہندوستان کے مسلمانوں سے حج ساقط کر دیا تھا کہ راستے میں سمندر ہے سفر مشکل ہے اسلئے یہاں کے مسلمانوں پر حج فرض نہیں چنانچہ سید صاحب یہ مردوزن کے قافلے کے ساتھ ۱۸۲۱ میں حج کے ارادے سے بریلی سے نکلے۔ راستے میں بے شمار لوگ اس قافلے میں شامل ہوتے گئے۔ اور قافلہ جدھر سے گزرتا لاکھوں لوگ آ کر سید صاحب کے ہاتھ پر شرک و بدعت سے توبہ کرتے اور ہدایت پاتے۔ اپریل ۱۸۲۴ میں تقریباً اڑھائی سال بعد حج کی سعادت حاصل کر کے قافلہ واپس رائے بریلی پہنچا۔

ہندوستان کے دارالحرب ہونے کے فتوے کے بعد سے شاہ صاحب ہجرت کیلئے بے قرار تھے۔ اور بالآخر جنوری ۱۸۲۶ میں مجاہدین کی ایک جماعت کے ساتھ جہاد کے ارادے سے نکلے۔ اور گوالیار، ٹونک، اجمیر، مارواڑ، حیدر آباد سندھ، شکار پور، درہ بولان، قندھار سے ہوتے ہوئے کابل پہنچے۔ وہاں سے براستہ خیبر پشاور میں داخل ہوئے۔ پھر نوشہرہ پہنچے۔ جہاں سے بقاعدہ شریعت لاہور کے سکھ دربار میں تحریری اعلام نامہ بھیجا۔ جس کے جواب میں جرنیل بدھ سنگھ فوج لے کر آیا اور دسمبر ۱۸۲۶ میں بمقام اکوڑہ مجاہدین سے شکست کھائی۔ پھر شیخوں مفرد کی کامیابی کے بعد جنوری ۱۸۲۷ میں تمام علاقے کے علماء اور روساء نے آپ کے ہاتھ پر بیعت امامت کی اور آپ کو باقاعدہ امیر المومنین منتخب کیا۔ اور آپ کے نام کا خطبہ جاری ہوا۔ سرحد کے علاقے میں زیادہ عرصہ آپ نے پنجتار کو مستقر بنائے رکھا۔ آپ نے اس عرصہ میں جہاں جہاں ممکن ہوا شریعت کا نفاذ کیا۔ قاضی مقرر فرمائے۔ عشروزکواۃ کی تحصیل کا نظام رائج کیا۔ دختر فروشی، خاندانی رنجشوں اور لوٹ مار کی عادات کو ختم کیا۔ لیکن قانون شریعت کا پابند ہونا یہاں کے مقامی باشندوں کو اپنی طبعی منافقت کے سبب بہت گراں تھا۔ آپ ان کی بار بار کی عذرداری اور بدعہدی کے باوجود استقلال کے ساتھ دینِ حق کی سربلندی کیلئے مشقتیں اٹھاتے رہے۔ یہاں تک کہ ۱۸۳۱ کے شروع میں سب نے سازش کر کے ایک ہی دن میں حضرت کے ان تمام ساتھیوں کو شہید کر دیا جو مختلف علاقوں میں دین کے انتظامی امور کے لئے مقرر تھے۔ پنجتار کو بلوائیوں نے نرغے میں لے لیا۔ لیکن آپ فروری ۱۸۳۱ میں ایک بہت لمبے اور دشوار راستے سے وہاں سے نکلے۔ سمون سے ہوتے ہوئے بالاکوٹ پہنچے۔ شیر سنگھ کی فوج دریا کے دوسری جانب تھی جسے کسی مقامی باشندے نے خفیہ راستے سے دریا عبور کرایا۔ اور یوں سید صاحب بالاکوٹ کے مقام پر دشمنوں میں گھر گئے۔ جہاں سب مجاہدین نے جو اس وقت سید صاحب کے ساتھ تھے۔ داد شجاعت دیتے ہوئے شہادت کا بلند مرتبہ پایا۔ ان سرفروشوں نے دین حق کی سربلندی اور حکومت الٰہیہ کے قیام کی کوشش میں جانیں دیں۔ پھر ۱۱۶ سال بعد کیا ہوا؟ ارشاد ربانی سنئے۔

ثُمَّ جَعَلْنٰكُمْ خَلٰٓئِفَ فِی الْاَرْضِ مِنْۢ بَعْدِهِمْ لِنَنْظُرَ كَیْفَ تَعْمَلُوْنَ

ترجمہ: "پھر ہم نے تم کو ان کے بعد زمین میں جانشین کیا تاکہ ہم دیکھیں کہ تم کیسے عمل کرتے ہو!"

قادیانیوں کے یہودیوں سے روابط اور مسلمانوں کے خلاف سازشیں!
ایک تحقیقی کتاب جس کے کسی حوالہ کو کوئی مرزائی آج تک ردنہیں کرسکا۔

ابو مدثرہ

قادیان سے اسرائیل تک

قیمت =/60روپے

بخاری اکیڈمی، مہربان کالونی، ملتان۔

خطاب: ابن امیر شریعت سید عطاء المومن بخاری
ناقل: مہدی معاویہ

جمہوریت کی تباہ کاریاں

اور

اس سے نجات کا راستہ

ابن امیر شریعت سید عطاء المومن بخاری مدظلہ نے سترھویں سالانہ شہداء ختم نبوت کانفرنس منعقدہ ۱۶، ۱۷ مارچ ۱۹۹۵ء، مسجد احرار ربوہ میں چوتھی اور آخری نشست سے جو بصیرت افروز خطاب فرمایا وہ عصر حاضر کے نہایت اہم موضوع پر مجلس احرار اسلام کی پالیسی کی حیثیت رکھتا ہے۔ محترم مہدی معاویہ نے اسے کیسٹ سے کاغذ پر منتقل کیا اور حضرت شاہ جی نے نظر ثانی فرما کر بہت سے تفصیل طلب گوشوں کو مربوط و مفصل کر دیا ہے۔ تقریر کا مکمل متن ہدیہ قارئین ہے (ادارہ)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهٗ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى مَنْ لَّا نَبِیَّ بَعْدَهٗ وَلَا رَسُوْلَ بَعْدَهٗ وَلَا مَعْصُوْمَ بَعْدَهٗ وَلَا اِمَامَ بَعْدَهٗ وَلَا اُمَّةَ بَعْدَ اُمَّتِهٖ۔ اَمَّا بَعْدُ
فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔
اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ لَمْ یَرْتَابُوْا وَجٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ۔
قَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَا الْعَاقِبُ وَالْعَاقِبُ الَّذِیْ لَیْسَ بَعْدَهٗ نَبِیٌّ۔ اَوْ كَمَا قَالَ عَلَیْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ۔ صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِیُّ الْكَرِیْمُ۔

ترجمہ: بے شک ایمان والے وہی لوگ ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے پھر (کسی قسم کے) شک میں نہیں پڑے (مبتلا نہیں ہوئے) اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا اپنے مال اور اپنی جان سے یہی لوگ سچے ہیں! (القرآن: سورۃ الحجرات آیت ۱۵)

فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے، میں سب کے پیچھے (بعد) آنے والا ہوں اور وہ پیچھے آنے والا ہوں جس کے بعد کوئی نبی نہیں (الحدیث)

صدر گرامی قدر! علماء کرام بزرگان محترم برادران ملت

ہر انسان کی زندگی کا محور اس کا بنیادی عقیدہ ہوتا ہے۔ جس طرح اللہ کا اقرار کرنا ایک عقیدہ ہے۔ اسی طرح

اس کے مقابلے میں اللہ کا انکار کرنا بھی ایک عقیدہ ہے۔ اللہ کا اقرار کرنے والا بھی انسان ہے مگر مسلمان ہے اور انکار کرنے والا بھی انسان مگر کافر ہے لیکن انسان ہونے کی حیثیت سے دونوں کی بنیادی مادی **طبعی ضروریات ایک جیسی** ہیں۔ بھوک اور پیاس، لباس، قیام، طعام، علاج، تعلیم وغیرہ یہ تمام چیزیں مسلمان اور کافر کے درمیان بطور انسان مشترک ضروریات ہیں۔ لیکن ان کو پورا کرنے اور حاصل کرنے کا راستہ دونوں کا جدا جدا ہے۔ اللہ کا اقرار کرنے والا اس بات کا اقرار کرتا ہے کہ اے اللہ! آپ ہی ہمارے خالق و مالک ہیں۔ آپ ہی نے ہمیں پیدا کیا ہے۔ اور آپ ہی نے ہمارا ایک مقصد تخلیق بتایا ہے اور وہ ہے صرف آپ کی فرمانبرداری۔ ہم اس مقصد تخلیق کو سرانجام دینے کیلئے آپ کے احکامات کے مطابق چلیں گے۔ آپ کے نمائندہ اور آپ کے فرستادہ نبی آخرالزمان خاتم النبیین و المعصومین صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کا پسندیدہ اور عطا کیا ہوا جو طرز عمل اور طرزِ زندگی قائم کیا ہے ہم مقدور بھر کوشش کر کے اس طرز پر چلیں گے، اپنی تمام ضروریات کو آپ کے بتائے ہوئے احکامات کے مطابق اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے پر پورا کریں گے۔ یہی اسلام ہے۔

کافر اللہ کو نہیں مانتا وحی کو نہیں مانتا، پیغمبر کو نہیں مانتا اور اسی لئے وہ اللہ کے پسندیدہ **طرز زندگی کو بھی قبول نہیں کرتا**۔ وہ اپنی تمام ضروریات کو اپنی مرضی اور خواہش کے مطابق پورا کرتا ہے، مدون اور مرتب کرتا ہے۔ جائز اور ناجائز غلط اور صحیح کافر کے نزدیک وہی ہوتا ہے جس کو وہ اپنی خواہش کے مطابق یا مخالف سمجھتا ہے۔ حلال و حرام اور حق و باطل کا فرق و تصور کفار کے معاشرے میں بالکل ناپید ہوتا ہے۔ وہاں اچھے برے کی تمیز ان کے اپنے وضع کردہ معاشی، تجارتی، سیاسی، طبقاتی مفادات کے پیش نظر ہوتی ہے۔ مختصراً اللہ کو نہ ماننے والوں کے معاشرہ کے بالادست طبقات جس عمل کو اپنے مفادات کے خلاف سمجھتے ہیں اس کے خلاف قانون بنا دیتے ہیں۔ اور وہ لوگ اس عمل کی سزا بھی خود ہی مقرر کر دیتے ہیں۔ یعنی کافر اپنی مرضی اور من مانی کرتا ہے۔ اور انسان کا اپنی مرضی و من مانی کرنا ہی کفر ہے اور یہی جمہوریت ہے۔

لیکن! ہم مسلمان تو صرف اللہ کی فرمانبرداری کیلئے ہیں۔ ہم نے اللہ کو اس کی ذات اور تمام صفات کے ساتھ مانا ہے۔ ہمارے لئے وہی کام کرنا جائز ہے جس کی اجازت اللہ نے ہم کو دی ہے۔ وہ کام کرنا جس کا حکم ملا ہے فرض ہے اور جس سے منع کیا گیا ہے اس سے رکنا، روکنا اطاعت کیلئے لازم ہے۔ اللہ کے آخری رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے جو حلال و حرام ہم کو بتایا گیا ہے اب اس میں کسی قسم کی کمی بیشی کا اختیار یا ترمیم و اضافہ کا حق کسی انسان کو حاصل نہیں۔ یہ تھیں چند بنیادی اور اصولی باتیں جن کا ابتدا میں لکھنا ضروری تھا تاکہ اصل بات جس کو میں بیان کرنا چاہتا ہوں سمجھنے میں آسانی ہوسکے۔

برادرانِ ملت یہ آپ سب حضرات کو معلوم ہے کہ انگریز نے ہندوستان پر تقریباً دوسو (۲۰۰) سال حکومت کی ہے۔ آیئے اس پر غور کریں وہ ہندوستان میں کیوں آیا؟ اس نے مسلمانوں سے کیا چھینا اور کیا دیا؟ جمہوریت کب اور کیسے آئی....؟ اس نے ہمیں کیا دیا کہاں پہنچایا....؟ انگریز کا ہندوستان میں آنے کا مقصد کیا تھا؟ اور اس نے اپنے ناپاک و مذموم عزائم کی تکمیل کیلئے کیا کیا....؟ اس نے یہاں اپنی مکمل عملداری قائم کرنے کیلئے جو کاوشیں کیں اور ظلم و ستم کے جو پہاڑ توڑے تاریخ کے کسی بھی طالب علم سے مخفی نہیں ہیں۔ انگریز کی ان کاوشوں کو

ناکام کرنے کیلئے ہندوستان کی دیگر اقوام کے علاوہ مسلمان صف اول میں کھڑے تھے۔ بے شک بہادر شاہ ظفر ایک ڈھیلا ڈھالا کمزور مسلمان تھا مگر وہ ہندوستان کا بادشاہ تھا۔ جس کے وجود سے گو دین کو تقویت کم ملی، بے دینی اور گمراہی کو ترقی زیادہ ہوئی۔ وہ کیسا بھی تھا بہر حال وہ ایک کلمہ گو مسلمان تھا۔ ہندوستان کا اقتدار۔ انگریز نے مسلمانوں سے چھینا تھا مگر تاریخ اپنے صفحات میں جو ایک عجیب بات رقم کر رہی تھی وہ یہ کہ تاریخ اقوام عالم میں جب کسی حاکم، بادشاہ یا سربراہ قوم کو جنگ میں دشمن سے شکست ہوتی یا دوسرے لفظوں میں سرکاری فوج کو شکست ہوتی تو اسے پوری قوم کی شکست تسلیم کیا جاتا رہا ہے۔ ہندوستان میں بہادر شاہ ظفر کی فوجیں شکست کھا گئیں۔ شہزادوں کو قتل کر دیا گیا۔ فوج تتر بتر ہو کر پسپا ہو گئی، بادشاہ اور اس کی بیگم گرفتار کر کے رنگون میں قید کر دیئے گئے۔ لیکن عجیب بات ہے کہ سرزمین ہندوستان کے مسلمانوں نے تاریخ کا ایک نیا باب رقم کیا۔ انہوں نے انگریز کے مقابلے میں سرکاری فوجوں کی شکست کو تسلیم نہیں کیا۔ بلکہ اٹھارہ سوستاون ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں جو حیرت انگیز بات سامنے آئی وہ یہ کہ ہندوستان کی سرزمین پر بسنے والے اللہ کے وہ بندے جو بوریا نشین تھے صفوں اور چٹائیوں پر بیٹھنے والے تھے جنہوں نے روکھی سوکھی کھا کر اللہ کا دین حاصل کیا تھا۔ تاکہ اللہ کی مرضی کے مطابق زندگی گزارنا معلوم ہو جائے جو قوانین اور ضابطہ حیات قرآن حکیم کی صورت میں اللہ نے عطا فرمایا ہے۔ اس کو پڑھیں، سمجھیں اور اس پر عمل کریں۔ انہوں نے پڑھا، سمجھا اور عمل کر کے حق ادا کر دیا۔ اسی دینی تعلیم کا نتیجہ تھا کہ ان علماء حق نے جن کے سرخیل علماء دہلی، علماء پٹنہ، علماء صادق پور، اور علماء لدھیانہ (مجلس احرار اسلام ہند کے صدر مولانا حبیب الرحمان لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ کا خاندان) نے کاغذ کے ایک ٹکڑے میں اتنی زبردست قوت بھر دی کہ سارا ہندوستان فرنگی سامراج کیلئے آگ کا تپتا ہوا ایسا فرش بن گیا۔ جس پر اسے قدم رکھنا مشکل ہو گیا۔

ان علماء حق نے انگریز کے خلاف جہاد کا فتویٰ دیا انگریز کافر، عیسائی مشرک ہے غاصب ہے۔ مسلمان کسی کافر و مشرک کی اطاعت کیلئے کسی صورت میں تیار نہیں ہو سکتا۔ اللہ اور اس کے رسول کو حاکم و ھادی و رہبر ماننے والا کسی کافر کی اطاعت کو قبول کرنے کیلئے نہیں ہوتا بلکہ وہ صرف اور صرف اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی مطیع و فرمانبردار ہو سکتا ہے۔ یہ مفہوم تھا اس فتوے کا۔ انہوں نے انگریز کے خلاف جہاد کا فتویٰ دیا۔

اعلان جہاد کا یہ فتویٰ ہندوستان کے جس مسلمان جماعت یا فرد کے پاس پہنچا وہ ایک شعلہ جوالہ اور کفر سے آزادی کا متوالا بن گیا۔ اس نے کھڑے ہو کر اعلانیہ انگریز کی حاکمیت کا نہ صرف انکار ہی کیا بلکہ اس سے بغاوت کا اعلان کیا۔ مسلمان منظم ہوئے اور اعلان جہاد کر کے اپنے آپ کو کافر حکومت کے سپرد کرنے سے انکار کر دیا۔ (کفار کی حاکمیت کے خلاف سب سے پہلی تحریک ۱۸۳۱ء میں جو ہندوستان میں اٹھی وہ سید احمد شہید اور شاہ اسماعیل شہید رحمھم اللہ تعالیٰ کی زیر قیادت تھی۔ یہ قافلہ صدق و صفا انگریز اور سکھا شاہی کے خلاف جہاد کرتے ہوئے بالاکوٹ کے میدان میں جام شہادت سے سرفراز ہو گیا!) اٹھارہ سوستاون کی جنگ آزادی لڑنے والے مجاہدین نے خم ٹھونک کر کفر کا مقابلہ کیا اور اللہ کی حاکمیت کا اعلان و اقرار کیا۔ انگریز کی غلامی کی زندگی پر شہادت کی موت کو ترجیح دیتے ہوئے جام شہادت پی گئے۔ شہداء تحریک مقدس تحفظ ختم نبوت ۱۹۵۳ء نے انہی کی یاد تازہ کی شہداء یمامہ کا سبق دہرایا۔

---- میں کہوں گا اور پورے یقین کے ساتھ کہوں گا کہ وہ لوگ خوش نصیب تھے جو کافروں کی غلامی قبول

کرنے کی بجائے جام شہادت نوش کر گئے۔ وہ سرخرو ہوگئے، اللہ کی دی ہوئی زندگی اور حیات کا حق ادا کر گئے۔۔۔ حیات جاوداں پا گئے...... اپنا مسلمان ہونا ثابت کر گئے.....! کیا خوب کہا ہے کسی نے.... کہ

ہم رہین غم حیات رہے
موت آئی نصیب والوں کو

شہداء ختم نبوت نصیب والے تھے

ہاں وہ نصیب والے ہی تھے جو موت پا گئے۔ ہمارے اعمال میں یقیناً کچھ ایسی کمزوریاں ہیں۔ ہم نے اللہ کے ساتھ جو اطاعت و فرمانبرداری کا وعدہ کیا ہے یقیناً ہم اس میں وفادار نہیں ہیں کہ ہمیں نہ وہ قابل فخر موت مل رہی ہے۔ جو آنے والوں کی زندگی کی مشکلات سہل کر دے۔ اور نہ ہی آزادی کی وہ کامل زندگی نصیب ہو رہی ہے۔ جو اللہ رب العالمین نے نبی آخر الزمان خاتم المعصومین صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے ہمیں عطا کی ہے۔ جو روشن زندگی ہے! وہ مخلص تھے، اپنے وعدے میں سچے تھے، وہ وفا شعار تھے۔ وہ ہمیں جگا گئے بتا گئے بھولا ہوا سبق یاد کرا گئے۔ مشکلیں آسان کر گئے۔

سہل کر دی ہیں مشکلیں ساری
مرنے والوں نے جینے والوں کی

وہ تو اپنا فرض پورا کر گئے۔ اب تو معاملہ ہم پر آن پڑا ہے کہ ہم کیا کرتے ہیں؟ اللہ پاک ہمیں ان نسبتوں کو سنبھالنے والا بنا دے۔ اہل بنا دے۔ محض اپنے فضل و کرم سے سرخرو کر دے۔ (آمین)

بہر حال انگریز نے ہندوستان پر قبضہ کرنے کے بعد دو کام کئے۔ پہلا یہ کہ اس نے مسلمانوں کی اجتماعیت کو منتشر کرنے اور ان کے اتحاد کو پارہ پارہ کرنے کیلئے جہاں اور بہت سے داؤ پیچ کھیلے۔ مذہبی، قومی، علاقائی و لسانی نفرتوں کے بیج بوئے۔ وہاں اپنے ایک تربیت یافتہ ایجنٹ کو بڑی عیاری و مکاری سے تیار کیا جس کا نام مسیلمہ پنجاب مرزا غلام قادیانی ہے۔ جس سے نبوت کا دعویٰ کرا کے امت مسلمہ میں نقب لگائی۔ اس کذاب و دجال اور انگریز کے پالتو نے دعویٰ نبوت کے بعد جو سب سے پہلا کام کیا۔ وہ یہ کہ نہ صرف انگریز کے خلاف جہاد کو بلکہ مطلقاً جہاد ہی کو ہمیشہ کیلئے حرام قرار دیدیا! تاکہ انگریز کے خلاف تحریک جہاد کمزور ہو اور کفر کے خلاف مزاحمت ختم ہو جائے۔ اور اپنے کذب و افترا، دجل و فریب کو انگریز کی سرپرستی میں اسلام ثابت کرنے کی ناپاک کوشش کی۔ وہ بد نصیب مسلمان جو دین سے دور تھے، قرآنی تعلیمات، اللہ تعالیٰ کے احکامات، اور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ جن کے پیش نظر نہ تھی دینی تعلیم سے بے بہرہ ہونے کے سبب مقام و مسئلہ ختم نبوت سے ناآشنا ہونے کے سبب جاہل لوگ اس کے دام تزویر میں آ گئے۔ بھوک کے بھوک مٹانے کیلئے اس شیطان اور انگریز کی چال کا شکار ہوئے۔ وہ مرزائیت کے دام فریب میں آ گئے۔ برطانوی کفار کی طرف سے مرزا قادیانی کے ذریعے بھوکوں کو روٹی دینے کا وعدہ کیا جاتا تھا، ننگوں کو لباس دینے کا، بے روزگاروں کو روزگار دینے کا وعدہ کیا جاتا۔ سادہ لوح مسلمان دین سے نابلد ہونے کی بنا پر اس کے دھوکہ میں آئے۔ جدید تعلیم یافتہ دین سے بیگانہ و بے بہرہ طبقہ یہود و نصاریٰ کی بے حیا تہذیب و معاشرت کا دلدادہ طبقہ بھی مرزائیت کے دام تزویر کا اسیر ہوا۔ دجل و فریب کے اس ڈرامے کو

رجانے کے بعد انگریز نے ہندوستان کے باشندوں خصوصاً مسلمانوں کو اپنی کافرانہ اور اللہ کے باغیوں جیسی زندگی کی راہ پر ڈالنے کیلئے کفر کا محکوم و غلام بنانے کیلئے دوسرا (۲) کام یہ کیا کہ ہندوستان میں حیات اجتماعی کو منظم کرنے کا جمہوری نظام متعارف کرا کے اسے رائج کیا۔ تاکہ اسے اپنے مذموم مقاصد کی تکمیل میں اپنے عقائد و افکار، نظریات، اپنے سیاسی اقتدار و غلبہ، اور اقتصادی مفادات کا مکمل تحفظ حاصل ہو سکے۔

اقوام عالم کی تاریخ پڑھ کر دیکھ لیجئے کہ جہاں جہاں کفار غالب آئے ہیں انہوں نے اپنے عقائد، اپنے افکار و نظریات کے مطابق اپنی تہذیب و معاشرت کے مطابق زندگی کا پورا نظام مرتب کیا ہے اس کو مسلمانوں پر پوری قوت سے نافذ کیا ہے۔ یاد رکھو! کافر کو مسلمان کا کوئی مفاد عزیز نہیں ہوتا اور نہ ہی کبھی ہو سکتا ہے۔ ہمیں قطعاً اس بھول میں نہیں رہنا چاہیئے۔ کافر کبھی بھی ہمارا دوست نہیں ہو سکتا۔ قرآن کا اعلان ہے تاریخ کے اوراق گواہ ہیں۔ اللہ نے انسان کو پیدا فرمانے کے بعد اس کے دوست دشمن دونوں کے متعلق بتا دیا ہے۔ اور اس کا مقصد تخلیق بھی بتا دیا ہے۔ فرمایا ہے!

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنَ

"اور نہیں پیدا کیا ہم نے جن اور انسان کو مگر اپنی فرمانبرداری کیلئے" (سورۃ الذاریات، آیت ۵۶)

نمبر دو (یعنی جعلی) اسلامی زندگی گزارنے کے خوگر ہم لوگ اس کے ترجمے میں بھی ڈنڈی مارتے ہیں۔ اس کا وہ عرفی مفہوم لیتے ہیں جو جعلی مسلمانوں نے خود وضع و اختیار کیا ہوا ہے کہ اللہ نے ہم کو اپنی عبادت کیلئے پیدا کیا ہے۔ اگر اس کا حقیقی معنی سمجھا جائے تو پوری زندگی کا ایک ایک سانس اللہ کی عبادت کیلئے وقف ہے۔ لیکن ہم نے اپنی پانچ وقت کی لولی لنگڑی نماز کو ہی صرف عبادت کا نام دے رکھا ہے۔ سال کے بعد سمگلنگ کرنے والا حج کرتا ہے اور اسے عبادت کہتا ہے۔ ہم نے اپنے اندھے کانے روزوں، بے روح نمازوں اور دکھاوے کے صدقہ و خیرات کو اور دیگر چند محدود اپنے پسندیدہ اعمال کو عبادت کا نام دے رکھا ہے۔ باقی ساری زندگی جس میں بہت سے معاملات ہیں، جن میں ہماری مختلف حیثیتیں ہیں۔ رشتے ہیں مثلاً باپ، بیٹا، بھائی۔ خاوند، استاد، پیر، حاکم، زمیندار، سربراہ قوم، تاجر، صنعتکار، محلے دار، شہری، دکاندار، سرکاری افسر ہونے کی حیثیت سے ہم نے جو مختلف مناصب سنبھالے ہوئے ہیں اجتماعیات کو قابو کرنے اور مرتب کرنے کے، ان تمام فرائض میں معاذاللہ، اللہ اور اس کے رسول سے بے نیاز ہو کر سب کچھ کر رہے ہیں۔ تو یہ مفہوم اور یہ معنی جو ہم نے اپنے ذہن میں ڈال رکھا ہے۔ قطعاً غلط ہے۔ جنات اور انسانوں کے روز و شب، ماہ و سال، ان کے تمام امور اللہ کی مرضی کے مطابق سرانجام دیئے جانا ہی ان کی ذمہ داری ہے۔ نہ کہ صرف نماز۔۔۔۔ وہ بھی کیسی۔۔۔۔؟ بے رغبتی اور بے توجہی سے پڑھی جانے والی نماز......؟

جس نماز میں ہمارا دھیان کاروبار کی طرف ہوتا ہے، سود کے پیسوں کو گننے کی طرف ہوتا ہے۔ جس کاروبار میں ہم اتنے منہمک ہو چکے ہیں۔ کہ اللہ اکبر کہنے کے باوجود ہمیں احساس تک نہیں کہ اب ہم کس کے سامنے کھڑے ہیں؟ کس کی بارگاہ میں حاضر ہیں؟ اور پھر کیا ہم واقعتہً اخلاص اور تہہ دل سے خلوص کے ساتھ ایک بھوکے اور پیاسے کی طرح اللہ سے دعا مانگ رہے ہوتے ہیں؟ ہو گا کوئی اللہ کا بندہ جو یقیناً اللہ کے بتائے ہوئے طریقے کے

مطابق مانگتا ہوگا، محتاج بن کر مانگتا ہوگا۔ مگر ہماری نماز پڑھنے والوں کی اکثریت نماز و دعا کی نقل کرتی ہے اور صرف دہراتی ہے۔

کبھی غور کیا؟ کبھی سوچا؟ ہم ہر نماز میں اللہ کے حضور کیا دعا مانگتے ہیں......؟ ہم کہتے ہیں

اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ

چلا ہم کو سیدھی راہ

تمام نمازوں میں مسلمان یہی دعا مانگتا اور آمین بھی کہتا ہے۔ غور فرمائیے۔ کہ جب ہم کہتے ہیں۔

صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ

تو کیا ہمارے دل و دماغ میں انعمت علیہم کا کہیں تصور ہوتا ہے؟ یہ اَنعمتَ علیہم کون ہیں؟ ہم انہیں جانتے ہیں......؟ ہمیں معلوم ہے......؟ کیا ہم اپنی زندگی کے تمام شعبوں میں اَنعمتَ علیہم جیسے بننا چاہتے ہیں؟ اس کیلئے کوشش کرتے ہیں؟ اس کیلئے محنت کرتے ہیں۔ قطعاً نہیں۔ مانگتے اَنعمتَ علیہم والی زندگی ہیں اور نماز سے فارغ ہونے کے بعد غیرِ المغضوبِ علیہم نہیں بلکہ مغضوبِ علیہم اور ضالین والے اعمال میں مصروف و مشغول ہو جاتے ہیں۔

بھلے آدمیوں جب ایک آدمی کاشتکار بننا چاہتا ہے تو وہ کاشتکاری سیکھنے کیلئے کسی ماہر کے پاس جاتا ہے۔ ڈرائیور بننا چاہتا ہے تو ڈرائیونگ سکول جاتا ہے۔ وہ اگر سچا طلب گار ہوتا ہے تو گاڑی چلانا سیکھ لیتا ہے۔ کاشتکار اور کاروباری بن جاتا ہے۔ مگر ہم کیسے ہیں؟ نہ خود دین پڑھتے ہیں نہ سیکھتے ہیں....؟ مانگتے ہیں پانچ وقت اھدنا الصراطَ المستقیم لیکن صراطِ مستقیم پر چلنے کی کوشش کہاں کرتے ہیں؟ کب کرتے ہیں؟ صراطِ مستقیم مانگنے والے، اَنعمتَ علیہم کی زندگی کے طلبگار ہونے کا دعویٰ تو کرتے ہیں مگر اپنی بیویوں کو بے حجابی، بے پردگی سے نہیں روک سکتے۔ اولاد کو خدا کی نافرمانی اور سرکشی والی زندگی سے نہیں روک سکتے۔ لوگوں کو نہیں روک سکتے۔ جب خود نہیں رکتے تو دوسروں کو کیسے روک سکتے ہیں؟

پورے ملک میں کون سا گھر ہے۔ جہاں یہودیوں کافروں والے اعمال نہیں ہو رہے؟ کون سا گھر ہے جس میں بے حیائی نے ننگا ناچ ناچنا شروع نہیں کر دیا؟ کون سے مرد و عورت ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعتِ مطہرہ کو، اللہ تعالیٰ کے احکامات اور فرامین کو دانستہ یا دانستہ پامال کرنے کے بھیانک جرم میں مبتلا نہیں ہیں؟ کون سا مسلمان ہے جو آج عملی زندگی میں یہود و نصاریٰ جیسے طرزِ زندگی کو پسند نہیں کرتا؟ شکل و صورت، لباس، وضع قطع، پسند ناپسند، مشاغلِ زندگی، کمانے اور خرچ کرنے کا کون سا ڈھنگ ہے، کون سا مصرف ہے جو یہود و نصاریٰ والا نہیں؟ اور پھر اس کے بعد ہمیں یہ خیال ہے کہ یہ سب کچھ کر کے، ان نافرمانیوں اور سرکشیوں کے بعد، یہود و نصاریٰ والی زندگی کو عملاً پسند و اختیار کر کے پھر اللہ کی بارگاہ میں وہ بھی بے دلی کے ساتھ ہاتھ اٹھا کر دعا کریں گے تو اللہ ہماری بات مان لے گا؟ قبول کر لے گا؟ اللہ قطعاً کسی کا محتاج ہے۔ نہ تھا اور نہ ہو سکتا ہے۔

بندہ محتاج بھی ہو، نافرمان بھی ہو اور بے نیازی کا اظہار بھی کرے؟ اور چاہے یہ کہ اللہ اُس کی مان لے؟ یہ رویّہ تو ہم انسان بھی برداشت نہیں کرتے۔ اگر ہم میں سے کوئی درخواست لکھ کر اپنے افسر کے سامنے بے نیازی سے پھینک

دے تو وہ تھو کے گا بھی نہیں۔ اپنے افسر و حاکم کے سامنے بھی درخواست پیش کرنے کا کوئی ڈھنگ ہوتا ہے۔ طریقہ ہے، آداب ہیں۔ ان مجبور و محتاج انسانوں کا حال یہ ہے کہ وہ اپنے منصب اور عہدے کا احترام کرائے بغیر درخواست قبول نہیں کرتے۔ ایک دوسرے کی ضروریات کو پورا نہیں کرتے۔ تو وہ اللہ جو احکم الحاکمین ہیں۔ حاکم مطلق ہیں، جو خالق و مالک ہیں، رازق و رزاق اور رحمٰن ہیں۔ قہار بھی ہیں جبار بھی ہیں۔ تمام طاقتوں کے مالک ہیں، بے نیاز بھی ہیں وہ کیسے نافرمان اور متکبر کی بات مان لیں......؟ جس اللہ نے ہم کو پیدا ہی اپنی فرمانبرداری کیلئے کیا ہے اس کے سامنے ہمارا یہ متکبرانہ انداز؟ اس کے احکام کو معاذ اللہ لایعنی سمجھ کر چھوڑ دینا؟ توبہ.... توبہ! ایک طرف اسے خالق و مالک اور حاکم بھی ماننا۔ اور دوسری طرف اس کی باتوں کو غیر اہم سمجھنے کے بھیانک جرم میں مبتلا ہو کر اس سے رحمت کا طلبگار ہونا، یہ کیسی ڈھٹائی ہے؟ یاد رکھو! اللہ جل جلالہٗ اپنے قانون اور وعدوں کو تبدیل نہیں کرتے۔ انہوں نے جو کچھ فرمادیا ہے ساری کائنات کے انسان مل جائیں، بیک وقت بیک زبان ہو کر بھی معاذ اللہ یہ کہہ دیں کہ بے پردگی، فحاشی، عریانی، آزادانہ جنسی اختلاط، جھوٹ، ملاوٹ، دھوکہ، رشوت، شراب خوری، جواء وغیرہ حرام نہیں، برائی نہیں۔ تو یاد رکھو کہ اللہ کا حرام کیا ہوا حرام ہی رہے گا، برائی برائی ہی رہے گی۔ اسے لوگوں کے کہنے پر اچھائی نہیں کہا جا سکتا۔ ثقافت کے نام پر عورت مرد کے آزادانہ و بے حجابانہ اختلاط کو جائز قرار نہیں دیا جا سکتا۔ اس میں انسان کی ہلاکت، تباہی و بربادی ہے۔ اللہ نے ہمارے لئے جو افعال و اعمال، جو اقوال حرام کئے ہیں ان کو حرام مان کر ترک کرنا اور ان سے بچنا ہی ہمارے فائدے کیلئے ہے اللہ کو اس کا کوئی فائدہ نہیں۔ وہ ہمارے تمہارے عمل کا محتاج نہیں ہے۔ ہم ہی اپنی بقا، اپنی فلاح کے لئے اعمال صالحہ کے محتاج ہیں۔

اس کے حلال کئے ہوئے کو حلال ماننا اس کے حرام کئے ہوئے کو حرام ماننا اسکا پابند رہنا اسی میں انسان کا بھلا ہے۔ دنیا کا بھی آخرت کا بھی اسی سے مسلمان کا دنیا میں غلبہ ہے اور آخرت میں سرخروئی۔

بزرگان محترم، برادران عزیز!

توجہ اس بات پر کرنے کی ضرورت ہے کہ ان تیزی سے بدلتے ہوئے حالات میں ہم پر کون سی چیز تیزی سے مسلط ہو رہی ہے۔ اسلام....... یا....... کفر.......؟

یقیناً کفر و شرک الحاد و بے حیائی عریانی و فحاشی! ہم پر کفر کی طاقتیں غلبہ پا رہی ہیں۔ پا چکی ہیں۔ بدی غالب ہے۔ نیکی مغلوب! تمام مشرکانہ عقائد رکھنے والی جماعتیں اور تنظیمیں قوی ہو گئی ہیں۔ اللہ اور اس کے رسول کا نام لینے والی دین کے غلبہ کی داعی و دعویدار جماعتیں، افراد اور قوتیں سب مغلوب ہیں، کمزور اور ضعیف ہیں۔ ناکام ہیں نامراد ہیں۔ اس کا سبب کیا ہے؟ جب تک سبب تلاش نہیں کیا جائے گا اور سبب تلاش کر کے اس کو جڑ سے نہیں اکھاڑا جائیگا۔ اس وقت تک یہ ذلت طاری رہیگی۔

اس کا سبب یہی مردود جمہوری نظام حیات ہے۔ جس نے انسان کو اپنی من مانی میں آزاد و خود مختار کر دیا ہے۔ اللہ کا باغی اور شیطان کا غلام کافر کا محکوم بنا دیا ہے۔ جب تک یہ ناپاک نظام نافذ رہے گا اس وقت تک مرض بڑھتا رہیگا۔ تم لاکھ اس کی [illegible] کر لو۔ عقلی استدلال مہیا کر لو۔۔۔۔ تمہیں اس وقت تک کامیابی نہیں ہو گی۔ کفار کے کفر سے ان کے غلبہ و تسلط سے چھٹکارا نہیں ملے گا جب تک اللہ اور اس کے پیغمبر نبی آخرالزماں صلی

اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے سمجھائے ہوئے، سکھائے ہوئے طریقے کے مطابق ان امراض کا علاج نہیں کرو گے۔ یعنی ہر کام میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا اتباع کامل۔۔۔ نہیں کرو گے اس وقت تک کامیابی حاصل نہیں ہوگی!

اس کی ایک مثال سنو.....! میں ایک ملازم رکھتا ہوں اس کے ساتھ کام اور اس کے اوقات مقرر کرتا ہوں۔ اس پر اس کا مشاہرہ مقرر کرتا ہوں وہ اسے قبول کرتا ہے لیکن معاہدہ کے بعد وہ فرض پوری طرح ادا نہیں کرتا۔ اپنا کام، اپنا فرض ٹھیک طریقے سے ادا نہیں کرتا۔۔۔ تو کیا وہ مہینے کے بعد پوری تنخواہ کا مطالبہ کرنے اس کا حق رکھتا ہے؟ کیا میں اسے پوری تنخواہ دوں گا؟ قطعاً نہیں! ہماری حالت تو یہ ہے کہ ہمارا اپنا کوئی عزیز رشتہ دار، بھائی، بہن بیٹا بیٹی وغیرہ ہماری بات نہ مانے تو دل میں کدورت آ جاتی ہے۔ اس کی شکل دیکھنے سے طبیعت میں غصہ آ جاتا ہے۔ ناراض ہو جاتے ہیں۔ کلام نہیں کرتے۔ اور ہم۔۔۔ جنہیں اللہ نے پیدا ہی اپنی بندگی کیلئے کیا ہے ہمارے ہی دن رات اس کی نافرمانی میں گزریں؟ خدا ہمارا محتاج تو نہیں۔ میں اپنے نوکر، شاگرد، بیٹے کا محتاج تو ہو سکتا ہوں لیکن اللہ ہمارا تمہارا محتاج نہیں ہے۔۔۔ کسی کا نہیں ہے نہیں ہے قطعاً نہیں ہے! تو پھر وہ نافرمانوں کی بات کیسے مان لے.....؟ ہاں..... ایک بات مانتا ہے اور ہر وقت مانتا ہے اور وہ ہے سچی توبہ.....! جس وقت کرلو مان لیتا ہے یہ اللہ کی محبت ہے اس کا پیار ہے، سچی توبہ کرلو وہ معاف کردے، کردیگا!

ہاں اللہ کو اپنی مخلوق سے پیار ضرور ہے۔ بہت محبت ہے۔ یہ محبت اور رحم ہی تو ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی عظیم و مقدس جماعت اپنے بندوں کو راہِ ہدایت پر ڈالنے کیلئے بھیجی۔ یہ محبت ہی تو ہے کہ راستے میں پڑے ہوئے کانٹے کو اٹھا کر ایک طرف رکھ دو اور اس پر اجر عظیم حاصل کرلو۔ یہ رحم ہی تو ہے کہ اللہ نے ہمارے لئے قرآن حکیم نازل کیا صحابہ کرام کی بہت بڑی جماعت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے تیار کرا کے ہمارے لئے زندگی کے تمام شعبوں میں نمونہ بنا دی۔ سترہ (۱۷) عورتیں، نبی نے تیار کر کے امت کی ماؤں، بیٹیوں، بہنوں کیلئے نمونہ بنا دیں تیرہ (۱۳) ازواج مطہرات، اور چار (۴) صاحبزادیاں۔۔۔ اور سب سے بڑھ کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم خود حیات انسانی کا کامیاب و مکمل نمونہ بن کر ہمارے لئے تشریف لائے۔ کھانا کھانے کا، کپڑے بدلنے کا، غسل کرنے کا، نکاح، غمی خوشی کا ہر مقام کا طریقہ بتا دیا۔ انفرادی، ازدواجی، اجتماعی، معاشی اقتصادی حکمرانی، سیاسی ہر حیثیت و منصب کی کامل و اکمل زندگی ہمیں دے گئے۔ روشن! روشن زندگی کا نمونہ دے گئے۔ کیا فرمایا ہے اللہ نے؟ یاد ہے کہ بھول گئے.......؟ فرمایا ہے!

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ

ترجمہ: بے شک تمہارے لئے رسول اللہ کی زندگی میں اتباع و پیروی کا بہترین نمونہ ہے!

یہ اسوۂ حسنہ محیط ہے پوری زندگی کو اعتقادات عبادات اور تمام معاملات کو (سورۃ احزاب، آیت ۲۱)

اب اس بدنصیب قوم کی کیا حالت ہوگی؟ جو ایسی کامل و اکمل درخشاں زندگی والی قیادت کو چھوڑ کر ایسے لوگوں کو اپنا قائد بنائے مانے اور ان کی اطاعت اختیار کرے جن کے پاس اللہ کی وحی اور پیغمبر آخرالزمان خاتم المعصومین کی حیات کا کوئی نمونہ نہیں۔ نہ صرف یہ کہ نمونہ نہیں بلکہ اس کے الٹ ہے۔ اس کو سوائے تباہی و

بربادی کے اور کیا ملے گا۔

یہ بد نصیبی نہیں تو اور کیا ہے۔ عملاً غلامی یہود و نصاریٰ کی۔ انعام اللہ سے چاہتے ہیں۔ غلبہ چاہتے ہیں کفار پر۔ نظام جمہوریت قبول کیا ہوا ہے جو تمام کفار و مشرکین نے اپنایا ہوا ہے اور نتیجہ چاہتے ہیں اسلام...؟ نتیجہ کیسے بدلے گا؟ ایسے نہیں....؟ جمہوری نظام کے ہوتے ہوئے نہیں صرف اسلام کے نفاذ سے نتیجہ بدلے گا اور ضرور بدلے گا۔ اور اسی سے بدلے گا! یاد رکھو! مسلمان اللہ کا نافرمان ہو کر نہ صرف اپنا بلکہ پوری انسانیت کے کفر و شیطان کے غلام ہونے کا سبب بھی بنتا ہے۔ ہائے ہائے کیا سچ کہا ہے اقبال مرحوم نے۔

شمع محفل ہو کے تو جب سوز سے خالی رہا
تیرے پروانے بھی اس لذت سے بیگانے رہے

انگریز نے یہی کام کیا، ہندوستان میں اس نے اپنا یہود و نصاریٰ کا وضع کردہ وہ جمہوری نظام رائج کیا جو نہ صرف یہ کہ قرآن حکیم، احادیث رسول ﷺ، اقوال و آثار صحابہ کرام کے حوالے سے ثابت نہیں بلکہ ایک صادم و ملعون نظام اجتماعی ہے۔ محدثین و مفسرین، علماء امت کی کتب اس مکروہ اور انسانیت کے دشمن ملعون نظام کے خلاف استدلال سے بھری ہوئی ہیں۔ کوئی ایک آیت، کوئی ایک حدیث، صحابہ کا کوئی ایک قول و عمل، اشارۃً و کنایۃً بھی اس نظام کی تائید میں نہیں ملتا۔ زمانہ قریب کی معروف و مُستند شخصیت حضرت تھانوی رحمہ اللہ، سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا محمد اسحٰق صدیقی سندیلوی مدظلہ، مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ اقبال مرحوم نے اس جمہوریت کو کفر و شرک، دھوکہ و فریب اور دیو استبداد لکھا ہے۔ جمہوریت زادوں کو دو سو (۲۰۰) "گدھے" لکھا ہے۔ اور خود ان کفار و مشرکین کے بڑے بڑے فلاسفر روسو، کارلائل، نطشے اور ڈون لے گنیشس وغیرہ، جنہوں نے اس نظام خبیثہ پر تنقید کی ہے اس سے ان کی کتابیں بھری پڑی ہیں انہوں نے اس جمہوری طرز حکومت کو احمقوں بیوقوفوں کی حکومت کہا ہے۔ جمہور جماعتوں کو "حمر" تک کہہ دیا ہے۔۔ قرآن حکیم کی ایک نہیں بیسیوں آیات اور احادیث اس نظام ملعونہ کے خلاف بطور دلیل حقہ اور برہان قاطع موجود ہیں۔ جس سے اس نظام کا کلیتہً باطل ہونا ثابت ہے۔ انگریز نے مسلمانوں کی اجتماعیت ان کی مرکزیت کو ختم کرنے کیلئے اسی خرافہ جمہوریت کو استعمال کیا۔

ڈیموکریسی کا معنی ہی قومیتوں کی آزادی اور خود مختاری ہے۔ خلافت عثمانیہ کی شکل میں اُمت ایک مرکز کے تحت جیسی کیسی تھی متحد تھی۔ اس سے مسلمانان عالم کی ایک اجتماعی صورت باقی تھی۔ اس اجتماعیت کو خلافت کے نظام کو سب سے پہلے انگریز ملعون نے ختم کرنے کیلئے ترکی و حجاز، مصر و شام میں یہودیوں کے تربیت یافتہ نمائندے بھیجے جنہوں نے جمہوریت کا راگ الاپا خصوصاً ترکی میں۔ کمال اتاترک بھی انہی میں سے تھا۔ اس نے ترک قومیت کا نعرہ لگایا جوابًا عربوں میں عرب قومیت کا نعرہ گونجا۔ مصر الگ ہو گیا۔ حجاز الگ ہو گیا۔ ترکی الگ ہو گیا۔ شام کے ٹکڑے ہو گئے۔ فلسطین علیحدہ، لبنان الگ شام کا موجودہ علاقہ خود دمشق وغیرہ صوبے تھے جو ایک ایک الگ ملک کی شکل میں سامنے آ گئے۔ مسلمان علاقائی، رنگ و نسل، لسانی قومیتوں میں بٹ گئے مسلمان ہوتے ہوئے ان کے مفادات اپنی اپنی چار دیواری میں مقید ہو گئے۔ جو ایک دوسرے سے محبت رکھتے تھے دشمن بن گئے۔

آج پاکستان کا مسلمان، الجزائر، صومالیہ، بوسنیا، فلسطین، تاجکستان، ایران، چیچنیا، کشمیر و ہندوستان میں مسلمانوں پر ہونے والے مظالم پر بے بسی کے آنسو تو بہا سکتا ہے مگر عملاً ان کے لئے کچھ نہیں کر سکتا۔ نظامِ خلافت کے خاتمہ کے بعد اُمت مختلف قومیتوں میں بٹ کر منتشر ہو گئی۔ پاکستانی مسلمان کی بھی اب ایک الگ قومیت ہے۔ ہم پاکستانی مسلمان ہیں۔ وہ دوسرے ملک کے مسلمان ہیں۔ ان کے قانون میں ان کے مفادات الگ ہیں۔ پاکستان کے قانون میں یہاں کے مسلمانوں کے مفادات الگ ہیں۔ آج اگر خلافت قائم ہوتی، قرآن کا نظام قائم ہوتا وہ نظام قائم ہوتا جس سے پوری دنیا کے مسلمان ایک اُمتِ واحدہ ہوتے ایک دوسرے کی مدد کیلئے پہنچ سکتے تو یہ کسمپرسی کی حالت نہ ہوتی۔ بے چارگی کا یہ عالم نہ ہوتا۔

انگریز نے اس وحدت کو ختم کیا۔ اسی ناپاک جمہوری نظام کے ذریعے۔ اسی جمہوریت کے ذریعے ہندوستان کے باشندوں میں پھوٹ ڈلوائی۔ ہندوستان میں مسلمانوں کی حکمرانی کے امکانات کو ہمیشہ کیلئے ختم کرنے کیلئے جمہوری نظام نافذ کیا۔ جس نظام میں اقتدار اس کو ملتا ہو۔ جس کے ساتھ عددی اکثریت ہو تو پھر ہندوستان کی آبادی سے ہندو اکثریت کو کبھی ختم نہیں کیا جا سکتا تھا۔ نتیجہ یہ کہ اس نظام کے ذریعے سے مسلمان اقتدار سے ہمیشہ ہمیشہ کیلئے علیحدہ کر دیا گیا۔ مسلمان ایک سائل بن گیا اپنے دینی حقوق کے تحفظ کیلئے بھکاری بن گیا۔۔۔ بنا دیا گیا! جو اپنے مذہبی حقوق، اعتقادی حقوق، سیاسی حقوق، اقتصادی حقوق، اللہ اور اس کے رسول علیہ اسلام کی شریعت مطہرہ کی پابند زندگی، اخلاق اور شرم و حیا والی پاکیزہ زندگی گزارنے کیلئے کافروں سے بھیک مانگنے پر اس مردود نظام کے ذریعہ مجبور کر دیا گیا۔ مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دلوانے کیلئے ہمارے بزرگوں کو نوے (۹۰) سال مسئلہ ختم نبوت پر جنگ لڑنا پڑی۔ نوے (۹۰) سال بعد ایک دینی مسئلہ وہ بھی دین کے مطابق حل نہیں ہوا۔ ڈھیلا ڈھالا سا حل ہوا۔ قدرے حل ہوا۔ ہمارے بزرگوں کا اخلاص اور شہدائے تحریک مقدس ۵۳ء کا خون بے گناہی رنگ لایا۔

اور یہ بھی محض اللہ تعالیٰ کا فضل تھا کہ اتنا کچھ ہو گیا۔ جمہوری نظام انسان کو اللہ کے تخت حاکمیت پر بٹھاتا ہے۔ جب اسکو لاؤ گے نافذ کرو گے تو پھر اسی طرح کی مشکلات اور رکاوٹیں پیدا ہوں گی۔ یہی کچھ ہوگا۔ بھکاری بنے رہو گے......! جمہوریت کہتی ہے اقتدار و حاکمیت انسان کا حق ہے۔ لیکن اللہ کہتے ہیں کہ حاکمیت صرف میرا حق ہے اور کسی کا نہیں۔

پیدا میں نے کیا تو حکم دینا بھی میرا ہی حق ہے۔

اَلَا لَہُ الْخَلْقُ وَالْاَمر ــــ (القرآن سورۂ اعراف، آیت ۵۴)

اِنِ الحکم اِلّا للہ اَمرَ اَن لّا تَعبُدوا اِلّا اِیّاہُ ذٰلِکَ الدِّینُ القَیِّم ــــ (القرآن۔ سورۂ یوسف آیت ۴۰)

کہ ۔۔۔۔ "اللہ ہی پیدا کرنے والا ہے۔ اسی کا حکم چلے گا۔"

"اللہ کے سوا کسی کو حکم دینے کا حق نہیں ہے۔ اس نے حکم دیا ہے کہ اللہ کے علاوہ کسی کی حاکمیت مت قبول کرو، یہی مضبوط و محفوظ اور اعلیٰ ترین دین ہے" دین کامل ہے۔ اسی آیت مبارکہ کے آخر میں اس جمہوری نظام کی قطعیت سے نہ صرف تردید فرمائی بلکہ اسکی حقیقت بھی ظاہر کر دی۔ جس نظام میں سب سے بڑا اصول کثرت کا ہے

اللہ فرماتے ہیں

وَلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَایَعْلَمُوْنَ۔۔۔(القرآن)

"اور انسانوں کی اکثریت نہ جاننے والوں کی ہے" جاھلوں کی ہے۔ بے علموں کی ہے۔ یعنی ان کو اپنے طور پر اقتدار و حاکمیت کا کوئی حق حاصل نہیں۔

وہ نظام جس میں زانی شرابی، فاسق و فاجر، بے نماز، کافر و مشرک اور ایک دیندار، فرماں بردار نیک اور صالح، عالم اور عابد، انصاف پسند اور ظالم و غاصب کا وزن برابر کر دیا جائے۔ جس میں حق اور باطل کی کوئی شناخت باقی نہ رہے۔ اس نظام کو قبول کرنے کے بعد آپ اور میں، ساری دنیا کے انسان مل کر بھی کامیابی کی صرف دعا مانگ سکتے ہیں۔ حاصل نہیں کر سکتے۔ کامیابی نصیب نہیں ہو گی۔ جب تک عمل تبدیل نہیں ہو گا۔ نتائج صرف دعاؤں سے تبدیل نہیں ہوا کرتے۔ نتائج عمل سے بدلتے ہیں۔ دعا عمل میں کامیابی کیلئے ہے۔ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے عمل سے پہلے ہم کو دعا بتائی ہے تاکہ اس دعا کے ذریعے اللہ کی رحمت و نصرت کو شامل حال کر لو تاکہ تمہاری کمزوری اور غفلت سے یہ عمل غلط نہ ہو جائے اور نتیجہ بدل نہ جائے۔ بلکہ عمل صحیح رکھنے کی استعداد تم میں موجود رہے۔ تمہیں توفیق نصیب رہے۔

وہ نظام جس میں انسان صرف انسان کا نمائندہ بن کر رہ جاتا ہو تو پھر انسان کی خواہشات کا احترام کرنا ہی اس کی ذمہ داری ہو جاتی ہے۔ انسان جب قانون سازی کرتا ہے تو لوگوں کی خوشی اور لوگوں کی ناراضی کو سامنے رکھ کر قانون سازی کرتا ہے۔ اور اللہ اس بات کی قطعاً اجازت نہیں دیتے۔ اس معاملے میں کسی کی کوئی حیثیت نہیں۔ آج جس نظام کے حوالے سے میں اور آپ زندہ ہیں۔ اور پورا عالم اسلام جس کا اسیر و اجیر ہے اس کا یہ بنیادی اصول اور قانون ہے کہ طاقت کا سرچشمہ عوام ہیں۔ یعنی عوام کی قوت سے یعنی عوام کے ووٹوں کی اکثریت سے پارلیمنٹ کے اراکین منتخب ہوتے اور اقتدار سنبھالتے ہیں۔ اور قانون سازی کا اختیار حاصل کرتے ہیں اور عوام کی فلاح و بہبود ان کے مسائل عوام کی منشا ان کی خواہش کے مطابق حل کرنے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ محض ان کی رضا کا نام لے کر (جس کی دین اسلام میں قطعاً اجازت نہیں یہ طریقہ و اصول جمہوریت کا ہے) اللہ کہتے ہیں کہ قوت و طاقت کا سرچشمہ صرف اور صرف میری ذات ہے صرف میں ہوں اور کوئی نہیں۔
اللہ فرماتے ہیں

اِنَّ الْقُوَّۃَ لِلّٰہِ جَمِیْعاً (سورۃ البقرہ، آیت ۱۶۵)

تمام قوتیں صرف اللہ کیلئے ہیں، تمام قوتوں کا مالک صرف اللہ ہے اور کوئی نہیں

ہماری تمہاری اور زمین و آسمان کی تمام مخلوقات کی، حیثیت اللہ نے خود مقرر فرما دی ہے۔ بتا دی ہے۔

کُلٌّ لَہٗ قٰنِتُوْنَ (القرآن، سورۂ بقرہ، آیت ۱۱۶)

"سب اس کی فرمانبرداری کیلئے ہیں" کسی کو اختیار نہیں کہ اپنی خواہشات کو آزاد کر کے اپنی مرضی کے مطابق پورا کرے۔ قطعاً اس کی اجازت نہیں ہے۔ ایسا کرنا سرکشی و بغاوت ہے۔ اور اس پر سزا ہے۔ دنیا میں اللہ کے قانون کے مطابق اور آخرت میں خوفناک عذاب ہے۔

توجہ فرمائیے۔ اللہ پاک نے قرآن پاک میں دو لفظ ایک دوسرے کے مدّمقابل بیان فرمائے ہیں---۔ ایک ہے "ھَوَا" اور دوسرا ہے "ھُدیٰ" اپنی خواہشات اور اپنی ضروریات کو اللہ کی دی ہوئی ہدایت کے مطابق پورا کرنے والے مسلمان اور فرمانبردار ہیں۔ ہدایت پر ہیں۔ یہ "ھُدیٰ" ہے اور "ھَوَا" اپنی خواہشات پر چلنا، من مانی کرنا یہ ھَوا ہے۔ اور اپنی خواہشات پر چلنے والے کفار ہیں۔ مشرک ہیں نافرمان ہیں۔ اللہ نے ان کو قدم قدم پر ڈانٹا ہے۔ وعیدیں سنائی ہیں! یہاں تک کہ پیغمبروں کو بھی حکم دیا ہے کہ اپنی خواہشات پر چلنا ہے نہ لوگوں کی خواہش پر۔ اللہ پاک نے واضح فرمایا ہے خبردار کسی کی خواہش نہیں صرف میرا حکم بجالائیے۔ فرمایا!

اتّبعوا ما اُنزِل الیکم من ربکم ...... (القرآن، سورۃ اعراف، آیت۲)

اِتّبِعْ مَا اُوْحِیَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ ...... (القرآن، سورۃ انعام، آیت۱۰۶))

"جو کچھ آپ کے رب نے آپ پر نازل کیا ہے اس کی اتباع کیجئے"

"آپ کے رب کی طرف سے جو وحی آئی ہے اس کے مطابق چلیئے گا"

ایک مقام پر سیدنا داؤد علیہ السلام کو مخاطب کر کے فرمایا۔

"یَادَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰکَ خَلِیْفَۃً فِی الْاَرْضِ فَاحْکُمْ بَیْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعِ الْھَوٰی۔"

"اے داؤد! ہم نے آپ کو زمین پر خلیفہ بنایا ہے۔ پس لوگوں کے معاملات میں اُنکے مابین فیصلہ اللہ کے حکموں کے مطابق کیجئے خواہشات کی اتباع نہ کیجئے"

"وَلَا تَتَّبِعِ الْھَوٰی"

دیکھیے یہاں ھَوٰی کو مطلق چھوڑ دیا گیا ہے۔ کہ نہ اپنی نہ دوسروں کی۔ نہ قریب کی نہ بعید کی، کسی کی خواہش کے مطابق نہیں۔ صرف اللہ کے حکم کے مطابق فیصلہ کرنا ہے۔ ایک نظام کی اساس ھُدیٰ ہے۔ جو حق ہے اس میں پابندی ہے، حقوق ہیں حدود ہیں۔

اور ایک وہ نظام ہے جس میں حق اور باطل کا فرق نہیں ہے۔ حلال و حرام کی حدود نہیں ہیں۔ خواہشات کا لامتناہی سلسلہ ہے آدمی ان کی تکمیل میں آزاد و مختار کر دیا گیا ہے۔ اس کی اساس ھَوٰی ہے۔ دنیائے کفر میں آج نہیں ہزاروں برس پہلے بھی زنا حرام عمل تصور نہیں کیا جاتا تھا اور آج بھی نہیں ہے۔ اس کو زیادہ سے زیادہ کہتے تو یہ کہتے ہیں کہ کام اس نے غلط کیا۔ وہ بھی تب جب زانیہ یہ کہدے کہ زانی نے میری مرضی کے خلاف کیا ہے۔ پھر اسے جرم کہتے ہیں۔ اس پر بھی مرد یعنی زانی کو شاید ہی سزا ملے۔ مگر اللہ نے اسے جرم قرار دیا ہے اور اس کی دونوں کو سزا ہے ہم مسلمان ہیں، ہم نے اللہ سے وعدہ کیا ہے۔ کہ اے اللہ ہم تیری فرمانبرداری کے علاوہ کسی کی فرمانبرداری نہیں کریں گے۔ لیکن آج ہماری عملی زندگی کیا ہے؟ آج وہ نظام جس کے ذریعے اسرائیل میں یہودیوں کی حکومت قائم ہے وہاں بھی ایک آدمی کا ایک ووٹ ہے---۔ میں پوچھ سکتا ہوں آپ سے، پڑھے لکھے دوستوں سے، مغالطے میں رہنے والے علماء سے؟ یا---۔؟ بہر حال میرا سوال ہے؟ مجھ کو بتایا جائے کہ اگر اسلام میں جمہوریت ہے تو پھر یہودیوں نے اسے کیا سمجھ کر قبول کیا ہوا ہے۔ اسلام؟ ہندوستان کے ہندو نے، یورپ و امریکہ میں یہود و نصاریٰ نے کیا اسے اسلام سمجھ کر قبول کیا ہوا ہے؟ نافذ کیا ہوا ہے؟

نہیں اور بالکل نہیں۔ سوچیئے۔۔۔۔۔ اور
سمجھئے! نکلیئے اس فریب سے۔ آج امریکہ کہتا ہے کہ "پاکستان میں جمہوریت کے استحکام کو خطرہ ہے"۔۔۔ سوچنے والی بات ہے کہ امریکہ کو پاکستان میں جمہوریت کے استحکام میں اتنی دلچسپی اور فکرمندی کیوں ہے۔۔۔؟ سوال یہ ہے کہ امریکہ کو اگر جمہوریت اتنی ہی پیاری ہے تو کیا اس کے اسلام ہونے کی وجہ سے ہے؟۔۔۔۔۔ نہیں اور قطعاً نہیں۔ اس بین الاقوامی دہشت گرد، عالم اسلام کے بدترین دشمن کو صرف اس لئے دلچسپی ہے کہ اگر پاکستان میں جمہوریت نہ رہی تو ہماری بالادستی قائم نہ رہ سکے گی۔ مسلمان کفر کا غلام نہ رہ سکے گا۔ غلام نہ رکھا جاسکے گا۔

معزز سامعین کرام!

پاکستان میں ۔۔۔۔۔۔ ۴۷ سینتالیس سے ۹۵ پچانوے آگیا اسی نظام جمہوریت کے تحت ہم نے نفاذ اسلام کی جدوجہد کی، یعنی ہمارے علما نے جمہوری نظام کے ذریعے اسلام لانے کی کوشش کی، جدوجہد کی۔ ہم ان کے اخلاص پر شک نہیں کرتے اور نہ کرنا چاہیئے ہم سمجھتے ہیں کہ انہوں نے خلوص کے ساتھ اس نظام کے ذریعے کوشش کی کہ اسلامی نظام کے قیام کی کوئی عملی صورت ممکن ہو جائے۔ لیکن نتائج آپ کے اور ہمارے سامنے ہیں ۴۸ اڑتالیس برس کی محنت کے بعد نتائج یہ ہیں کہ آج نفاذ اسلام تو ایک طرف، خود اسلام اور نفاذ اسلام کی جدوجہد کرنے والوں کا وجود خطرے میں ہے۔ قرآن کریم کو سپریم لاء ماننے سے پوری ڈھٹائی اور بے حیائی کے ساتھ انکار کیا گیا ہے۔ بھیانک جرائم کی اللہ اور اس کے رسول علیہ السلام کی طرف سے مقرر کردہ سزاؤں کو پوری بے حیائی کے ساتھ سفاکانہ، وحشیانہ ظالمانہ کہا گیا ہے (معاذاللہ) اسی من مانی کی اجازت دینے والی جمہوریت کی وجہ سے برائی طاقتور ہے۔ صحابہ کو گالی دینے والا طاقتور ہے، مسلمات قرآن کا انکار کرنے والا طاقتور ہے۔ ریڈیو ٹی وی پر ان لوگوں کے لیکچر ہوتے ہیں۔ جو اللہ کے حلال کردہ کو حرام اور حرام کردہ اعمال کو حلال قرار دیتے ہیں۔ شراب خانے آزاد ہیں۔ یہ بے شرم لوگ اپنی تقریبات کو تمام فواحش و منکرات سے بھرپور کر دیتے ہیں۔ کوئی انہیں پوچھنے والا نہیں اور نہ ہی یہ خرافات اس نظام میں جرم ہیں۔ پوری قوم کو ٹی وی ریڈیو کے ذریعے ناچنے گانے والوں، عصمت فروشوں، بھڑووں اور کنجروں کے سپرد کر دیا گیا ہے۔ زنا و شراب، عریانی و فحاشی کے سیلاب نے پوری قوم کو اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے! یہ ساری ظلمت اسی کفر ساز، کفر پرور نظام جمہوریت کی وجہ سے ہے!

اس نظام کے بارے میں ۔۔۔۔۔۔ جانیئے، خدا کیلئے مطالعہ کیجئے، جمہوری معاشرے کے فرد پر کوئی پابندی عائد نہیں ہوتی چاہے تو وہ نبوت کا دعویٰ کردے اور چاہے تو رب بن بیٹھے (معاذاللہ) مگر اسلام میں تو ایسی بکواس کرنے والا گردن زدنی ہے۔ اسلام میں اگر مجھے کہا گیا ہے کہ نماز پڑھ تو نماز کے بعد بے حیائی کا ماحول ختم کرنے کا بھی اسلام مجھے حکم دیتا ہے، اور نمازی کیلئے نیکی و راستبازی، اللہ کی فرمانبرداری کا معاون و سازگار ماحول مہیا کرنے کا بھی حکم ہے مجھے زنا سے منع کیا گیا تو اسلام زنا کے اسباب کو بھی ختم کرتا ہے۔ چوری کی سزا مقرر کرتا ہے تو چور بننے کے تمام اسباب ختم کرتا ہے، ان اسباب کے راستے مسدود کر دیتا ہے۔

یہ کیسا نظام ہے جسے ہم اسلام مان کر قبول کئے بیٹھے ہیں؟ مگر وہ امریکہ میں موجود، برطانیہ میں موجود، تمام یہود و نصاریٰ کے پاس موجود، اسرائیل میں نافذ، ہندوستان میں بھی یہی نظام رائج، اور پاکستان میں بھی یہی نظام؟

-----اور نتائج آپ وہ لینا چاہتے ہیں جو اللہ نے بدر و حنین والوں کو دیئے؟ اسلام نافذ کرنے والوں کو دیئے....؟ اسلام کے مطابق چلنے والوں کو دیئے؟ جس نظام کے ذریعے پوری دنیا کے یہودی اور عیسائی طاقتور ہو کر اُمت مسلمہ کو نوچ رہے ہیں، انہیں محکوم بنایا جا رہا ہے۔ جس نظام کے ذریعے مسلمانوں کی اقتصادیات، معاشیات اور سیاسیات ان کے قبضے میں ہیں۔ نظام تعلیم، طریق تعلیم، طرزِ تعلیم، مقصد تعلیم سب کچھ ان کے قبضہ میں چلا گیا۔

جس مکروہ و مردود جمہوری نظام میں پھنس کر آج مسلمان عالمی قزاق، یہود و نصاریٰ کی تنظیم آئی ایم ایف کا بے بس غلام بنا ہوا ہے، ہماری اقتصادی، معاشی سیاسی پالیسیاں آئی ایم ایف دے رہا ہے---- اسی مردود و ملعون شیطانی نظام کی وجہ سے امریکہ وحشی بھیڑیئے کا روپ دھار چکا ہے۔ پورا عالم اسلام اس کا شکار اور پاکستان اس کی زر خرید سٹیٹ کا منظر پیش کر رہا ہے----- یہ نظام اگر ان کفار و مشرکین کی کمزوری کا کسی بھی درجہ میں ذریعہ بن سکتا ہوتا تو وہ کب کے اسے ترک کر چکے ہوتے۔ یہ نظام روزِ اول سے ہی دین کا دشمن، دین والوں کی ذلت کا سبب اور کفر ساز و کفر پرور ہے۔ اسی نظام کے ذریعے انہوں نے مسلمانوں کو کمزور کیا، ان میں انتشار پھیلایا، امت کی وحدت کو پارہ پارہ کر کے مختلف ٹکڑوں میں تقسیم کر دیا۔ آج ہم پاکستان میں رہتے ہوئے پاکستانی نہیں ہیں بلکہ پنجابی ہیں، بلوچ ہیں، پٹھان ہیں، ہم پر سندھی یا سرائیکی ہونے کی چھاپ ہے، یا ہم مہاجر ہیں----- دیگر مسلم ممالک بھی اسی طرح تقسیم ہیں۔ یہ سب کیوں ہے؟ اگر اس کے اصل اسباب پر غور کیا جائے تو جس نظام کو آپ نے قبول کیا ہے مجبوراً یا جہالت سے تو معلوم ہو گا کہ یہ سب اسی کا کیا دھرا ہے۔ یہی نظام انسانوں کو اسی طرح ٹکڑے کرتا اور بانٹتا ہے۔ اس نظام میں جو جماعت برسر اقتدار آئیگی ملکی وسائل سب سے پہلے اس کے وڈیرے اپنے لئے پھر اپنے کارکنوں کے لئے وقف کریگی۔ اس کے بعد اگر کچھ بچے گا تو کسی مستحق کو شاید ہی کچھ مل سکے۔ جبکہ اسلام میں حاکم کا فرض ہوتا ہے کہ وہ ضرورت مندوں کی ضرورت پوری کرے۔ یہاں ضرورت مند صرف وہی ہوتا ہے جو برسر اقتدار پارٹی سے تعلق رکھتا ہو۔ آپ دیکھ رہے ہیں کہ قیام پاکستان سے اب تک ہمارے تمہارے علماء نے مسلمان بہادروں نے، جی داروں نے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر مر مٹنے والوں نے، دین کے فداکاروں اور جانثاروں نے شہداءِ ختم نبوت نے اپنی جانوں کی قربانیاں اور نذرانے پیش کئے لیکن پھر بھی تبرائیوں کے خلاف، مرتدوں کے خلاف، مرزائیوں کے خلاف

برائیوں کے خلاف، قرآن وحدیث کے منکرین کے خلاف شریعت کے مطابق قانون نہیں بن سکا؟ کیوں نہ بن سکا اسی نظام کی وجہ سے۔ ان جمہوریت زادوں نے شاتم رسول کی جو سزا رکھی ہے اسے انہوں نے مجبوری کے تحت قبول کیا ہوا تھا۔ اور اب موجودہ حکومت اسے بھی ختم کرنے کے درپے ہے۔ اسلام میں نبی علیہ السلام کے بعد دعویٰ نبوت کرنے والے کی سزا کیا ہے؟ کیا دنیا کو معلوم نہیں----؟ سیدنا صدیق اکبر نے کیا کیا تھا؟ کیا سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں مسیلمہ کذاب کو سزا دینے کیلئے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کسی کو مطالبہ کرنا پڑا تھا۔ کہ مسیلمہ نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے اس کے خلاف قانون بنا کر سزا دیجئے؟---- نہیں اور قطعاً نہیں۔ مطالبہ کرنے کی ضرورت ہی نہ تھی۔

مطالبہ کی ضرورت کیوں پیش نہیں آئی اس لئے کہ اسلام عملاً نافذ تھا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

اسلام کے نمائندہ تھے، خلیفۃ المسلمین تھے، عوام کالانعام کے نمائندہ نہیں تھے۔ انہوں نے مسیلمہ کذاب کے خلاف جہاد کیا اور اس فتنہ کو ختم کر دیا۔ جہنم واصل کیا! -- کیوں-----؟ اس لئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دعوئ نبوت اللہ کے دین میں جرم ہے اور اسلام نے اس کی سزا مقرر کر دی ہے۔ یہ سزا کسی کے مشورے سے طے نہیں ہوئی بلکہ اللہ کا فیصلہ اور اس کے رسول کا حکم ہے۔

من بدل دینہ فاقتلوہ۔ من ارتد فاقتلوہ (الحدیث)

جو اپنا دین بدل دے اسے قتل کر دو۔ جو دین چھوڑ کر کفر قبول کرے اسے قتل کر دو۔

اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ یہ دعویٰ، یہ عمل صرف اسلام میں جرم ہے۔ انسانی وضع کردہ کسی نظام خصوصاً جمہوریت جیسے مردود نظام میں جرم نہیں۔ اسلام نافذ ہو گا تو کفر و ارتداد کا خاتمہ ہو گا۔ الحاد و زندقہ مٹے گا!

اور یہ امریکہ، دنیا کا سب سے بڑا بدمعاش جو عالم اسلام خصوصاً پاکستان میں نفاذ اسلام کے راستے مسدود کرنے کی خوفناک سازشیں کر رہا ہے اس کے بارے میں آپ کے ذہن میں ایک بات رہنی چاہئیے کہ اہانتِ رسول کے مجرموں کو آج جس طریقے سے اس ملک میں مقدمے کا ایک ڈرامہ رچا کر بیرون ملک فرار کرا دیا گیا ہے۔ پاکستان کے اسلامی تشخص اور اس کی وحدت کو ختم کرنے کا ایک خوفناک منصوبہ ہے۔ اور ایک سازش ہے۔ وہ سازش یہ ہے کہ پنجاب میں ضلع خانیوال سے لے کر ضلع گوجرانوالہ تک عیسائیوں کی ایک الگ خود مختار ریاست بنوائی جائے۔ جس کا مطالبہ عیسائیوں نے لندن میں کر دیا ہے۔ جنیوا میں قائم رسوائے زمانہ نام نہاد انسانی حقوق کے تحفظ کے ادارے میں ان کے نمائندے گئے ہیں۔ کرسچین لیگ پاکستان کے صدر نے لندن میں انٹرویوز دیئے ہیں۔ بی بی سی کو، وائس آف امریکہ کو، وائس آف جرمنی کو ہندوستان ٹائمز کو۔ کہ پاکستان میں ہم غیر محفوظ ہیں ہمیں پاکستان میں ایک "آزاد اور خود مختار" ریاست دی جائے۔ غور کیجئے الگ صوبہ نہیں الگ ریاست۔ وہ بھی آزاد اور خود مختار ریاست چاہتے ہیں۔ مقصد کیا ہے؟۔ مقصد پاکستان کے آئین میں اہانت رسول اور ختم نبوت کے منکرین سے متعلق امتناع قادیانیت آرڈیننس اور دیگر اسلامی دفعات کو ختم کرنے کی خوفناک سازش ہے۔ جو یہود و نصاریٰ اور قادیانیوں کی ملی بھگت سے طے ہوئی ہے۔ جس کیلئے قادیانی خود سامنے نہیں آئے۔ قادیانیوں نے دفع ۲۹۵ سی، ۲۹۶ سی ۲۹۷ سی، ۲۹۸ سی کو ختم کرانے کیلئے اسی سازش کے تحت عیسائیوں کو آگے کیا ہے۔ کہ عیسائیوں کو آگے کرو، ان سے اہانتِ رسول کے اشتعال انگیز جرم کا ارتکاب کراؤ۔ مسلمان مشتعل ہوں گے کہیں ایک آدھ عیسائی مرے گا۔ کہیں مقدمے ہوں گے۔ عیسائیوں کے خلاف نفرت پیدا ہو گی۔ بیرونی دنیا میں پراپیگنڈہ ہو گا کہ پاکستان میں عیسائی اقلیت میں ہیں۔ وہ غیر محفوظ ہیں انہیں مارا جا رہا ہے----- مقدمے بنائے جا رہے ہیں---- پاکستان میں۔ مولوی مذہبی جنونی ہے----- مولوی دہشت گرد ہے------ وہ ہمارے عیسائیوں کو، ہمارے ہم مذہب بھائیوں کو وہاں جینے نہیں دیتے۔ ان کے حقوق محفوظ نہیں------ ان کے حقوق ان کی آزادی محفوظ نہیں------ وغیرہ وغیرہ۔ یہ پراپیگنڈہ کیا جا رہا ہے۔ تاکہ یہود و نصاریٰ کے پشتیبان اور نمائندے امریکہ، برطانیہ، جرمنی وغیرہ پاکستان میں عیسائیوں کو تحفظ دلانے کے بہانے مداخلت کریں دباؤ ڈالیں تاکہ پاکستان سے ایسے قوانین کا خاتمہ کرایا جائے۔ مذہبی اور دینی تنظیموں پر پابندی لگوائی جائے تاکہ کفر کے خلاف مزاحمتی کردار ادا کرنے

والوں کو ختم کر دیا جائے یا کم از کم کمزور کر دیا جائے۔ انہیں سیکولر بے دین بننے پر مجبور کر دیا جائے۔

حضرات گرامی! اس وقت تین سو عیسائی ایسے مقدمات میں ملوث ہیں جو ملک کی مختلف جیلوں میں مقید ہیں۔ یہاں ایک ہی سوال ہے کہ اگر یہ سازش نہیں ہے تو ۱۹۴۷ء سے لیکر ۱۹۸۰ء تک عیسائی اہانتِ رسول کے جرم کے مرتکب کیوں نہیں ہوئے؟ ان کے خلاف مقدمات کیوں نہیں بنے۔ اہانت رسول کا یہ انتہائی تکلیف دہ اور فسر انگیز سلسلہ یکدم کیوں شروع ہو گیا۔ جب سے دفعات ۲۹۵ سی ۹۶-۹۷-۹۸ سی نافذ ہوئی ہیں اس کے بعد یہ مکروہ عمل اور تیز ہو گیا کیوں؟ اس خوفناک اور مکروہ عمل میں ملوث گرفتار شدگان میں سے کسی عیسائی کو آج تک سزا نہیں ہوئی۔ آخر کیوں؟ میں اس سلسلہ میں چند مقدمات بطور مثال پیش کرتا ہوں۔ رحمت اور سلامت مسیح سے قبل بہاولپور کے گل مسیح، سرگودھا کے ارشد جاوید کو بھی سزائے موت سنائی گئی تھی جنہیں لاہور ہائی کورٹ نے بری کر دیا۔ نومبر ۹۴ء کراچی کے جاند اور برکت مسیح اور ایک اور علاقے کے سرور مسیح بھٹی پر بھی توہین رسالت آرڈیننس کے تحت مقدمہ بنایا گیا۔ لیکن وہ بھی چھوڑ دیئے گئے۔ سمندری کے انور مسیح پر بھی مقدمہ ہے جو زیر سماعت ہے......

(روزنامہ جنگ، لاہور ۱۳ فروری ۹۵ء بروز پیر ص ۸۔ لیڈی رپوٹر۔) یہ ایک سوال ہے--- سوچئے اور سمجھئے--- اور خبردار ہو جائیے۔ اور جناب کراچی میں امریکن قونصلیٹ کے سفارتکاروں کا قتل نئی بات نہیں ہے۔ تین چار مہینے پہلے اسلام آباد میں بھی امریکی سفارت خانے کا ایک بہت بڑا افسر حملہ سے بچنے کیلئے گاڑی سے چھلانگ لگا کر بھاگنے لگا تو اسے گولی ماری گئی۔ اس وقت امریکہ کے صدر کلنٹن نے کیوں یہاں اپنے کمانڈوز نہیں بھیجے؟ اس وقت یہاں سی آئی اے کے نمائندے تحقیقات کیلئے کیوں نہیں آئے؟ آج یکدم کیوں آ گئے جب یہ دو مارے گئے؟ (امریکن قونصلیٹ کے دونوں افراد دراصل ایجنٹ تھے سفارتی نمائندے نہیں تھے)

یہ بھی اسلام اور پاکستان کے خلاف سازش ہے۔ کراچی جو پاکستان کا بین الاقوامی شہر ہے۔ بین الاقوامی رابطے کا، تجارت کا ذریعہ ہے۔ آپ کی تمام بندرگاہیں کراچی، گوادر، پسنی وغیرہ کراچی سے سمندری اور خشکی کے راستے سے مربوط ہیں۔ ان تمام پر امریکہ قبضہ کرنا چاہتا ہے۔ اس کے لئے اس نے کراچی میں قتل و غارت گری کا بازار گرم کر رکھا ہے۔ تا کہ مقامی باشندے مسلمان کراچی چھوڑ دیں۔ بھاگ جائیں۔ مرزائی، عیسائی، یہود و نصاریٰ اور ہنود ان سب کی سازش ہے۔ ان کی پلاننگ ہے کہ مذہبی قوتوں کو آپس میں لڑاؤ۔ ان کے کفر کے خلاف مزاحمت کرنے والے جی دار مسلمانوں کو قتل کرادو، دہشت گردی عام کردو--- کمال کی بات ہے کہ دو امریکن عیسائی قونصلیٹ کے ملازم مر گئے۔ اس پر کراچی سینٹرل کا ڈپٹی کمشنر گرفتار ہو گیا۔ ان دو چوہڑوں کے مرنے پر پندرہ سو آدمی گرفتار ہو گئے۔ گویا ثابت ہو گیا کہ ہماری حکومت کے پاس ایسے وسائل ہیں کہ اگر وہ چاہے تو اصل مجرموں کو پکڑ سکتی ہے۔ انہیں جانتی ہے! کیا ہم پوچھ سکتے ہیں کہ ڈپٹی کمشنر کراچی سینٹرل کو کیوں پکڑا گیا؟ آپ کو یہ کیسے معلوم ہوا کہ یہ دہشت گردوں کا سرپرست ہے؟----- سینکڑوں ہزاروں بے گناہ مر رہے ہیں..... مر رہے ہیں، لاشے تڑپ رہے ہیں۔ گھروں میں آرام سے بیٹھے ہوئے بے گناہ لوگوں کو قتل کیا جا رہا ہے۔ مسلمان عورتوں کی عصمتیں پارہ پارہ کر دی جاتی ہیں، لاشوں کو وحشیانہ طریقے سے مسخ کر دیا جاتا ہے، زندہ انسانوں کو پکڑ کر ڈرل مشین سے سوراخ کر کے اذیتیں دے دے کر مارا جاتا ہے۔ زندہ جلا دیا جاتا ہے مگر پاکستان کی حکومت کو مجرم نظر نہیں آتے۔

حکومت ٹس سے مس نہیں ہوتی۔ دو عیسائی چوہڑے مارے گئے تو پندرہ سو آدمی گرفتار کر لئے گئے! حکومت ہل گئی! امریکہ بھی کتنا مستعد ہو گیا اور امریکہ کی خوشنودی حاصل کرنے والی ہماری حکومت امریکہ کے ایجنٹوں کیلئے کتنی مستعد ہو گئی ہے.....؟ سوچنے والی بات ہے.....؟

اور یہ بھی یاد رہے کہ لاہور، جھنگ، وہاڑی، کراچی، تلمبہ، کبیروالا اور دیگر شہروں میں جہاں مسلمان مساجد کے اندر بے گناہ مار دیئے گئے وہاں تو حکومت مستعد نہ ہوئی۔ وہاں انہیں مجرم نظر نہ آئے، پنجاب کے مساجد میں بمباری کرنے والے دہشت گرد تو نہ پکڑے گئے۔۔۔۔ ہم سمجھتے ہیں اور ان حالات کی روشنی میں یہ رائے قائم کرنے کا حق رکھتے ہیں کہ یہ سب کچھ امریکہ کی سازش سے حکومت کی مرضی کیساتھ ہو رہا ہے۔ دو عیسائیوں کا مارا جانا بھی ایک ڈرامہ ہے.......اس کو بہانہ بنا کر مذہبی قوتوں پر ہاتھ ڈالنا مقصود ہے۔ ان کو کچلنا چاہتے ہیں!

مسلمانو! یاد رکھو! امریکہ اور موجودہ حکومت اس ملک میں جو کچھ کرنا چاہتے ہیں اس کی مخالفت کسی ظالم جاگیردار، لٹیرے وڈیرے نے، سود خور صنعتکار، تاجر، بینکار نے نہیں کرنی، اور نہ ہی کوئی فلم اور ٹی وی کا بھانڈ اور نٹ کریگا، اور نہ ہی ناچنے گانے والے کنجر، بھڑوا کریگا۔ اور نہ ہی کوئی جمہوریت زادہ کریگا۔ مزاحمت کریں گے تو صرف علماء حق کریں گے۔ مولوی کریں گے۔ یہ مزاحمتی کردار اہل حق نے ادا کرنا ہے کسی جمہوری مولوی نے بھی نہیں کرنا۔ جمہوریت زدہ جمہوریت کی ڈسی ہوئی کسی جماعت نے نہیں کرنا۔ ان مزاحمت کرنے والے علما کو ہی ختم کرنا مقصود ہے۔ پہلے ان کو آپس میں لڑا کر مروا دیا جائے۔ اتنی قتل و غارت گری کرائی جائے کہ لوگ تنگ آ کر جب چیخ اٹھیں تو پھر نام لگا دیا جائے دینی تنظیموں کا۔ اصل منصوبے کو لوگوں کی نظروں سے اوجھل رکھنے کیلئے **شیعہ سنی فسادات کروائے جا رہے ہیں**۔ انہیں شیعہ سنی فسادات کا نام دیدیا گیا ہے۔ شیعہ مرتا ہے تو سنی کے گلے ڈال دیا جاتا ہے۔ سنی مرتا ہے تو شیعہ کے گلے ڈال دیا جاتا ہے۔ سو میں دو آدمی شیعہ سنی لڑ کر مرتے ہیں اٹھانوے فیصد کیس منصوبہ بندی کے تحت ڈالے جاتے ہیں۔ تاکہ عوام میں خوف و ہراس پھیلے۔ عوام مذہبی لوگوں اور علما سے دور ہو جائیں۔ دین والوں سے نفرت کریں۔ انہیں دہشت گرد سمجھ کر ان کے قریب نہ پھٹکیں۔ میں پوچھتا ہوں اگر یہ دہشت گردی دینی قوتوں کے خلاف سازش نہیں تو پھر مسجدوں پر فائرنگ، اور بمباری کیوں ہوتی ہے؟۔۔۔ کوئی شراب خانہ کیوں نہیں جلایا جاتا؟ سینما کیوں نہیں جلتا؟ لڑائی ایم۔ کیو۔ ایم اور پی پی میں ہے۔ جھگڑا ایم کیو ایم کا آپس کا بتاتے ہو صلح کیلئے، کراچی میں امن کیلئے، الطاف سے مذاکرات کرتے ہو آدمی بھیجتے ہو مگر آج تک پی پی کا دفتر تو نہیں جلا۔ کوئی جیالا نہیں مارا گیا؟ مارے جاتے ہیں تو حافظ قرآن، تراویح پڑھنے والے، روزے رکھنے والے، اعتکاف بیٹھنے والے، دین کے نفاذ کا مطالبہ کرنے والے؟ لڑائی ایم کیو ایم اور پی پی کی گفتگو الطاف سے امن کیلئے، گرفتار دہشت گردی قتل کے الزام میں **مولوی حافظ** قرآن۔۔۔؟ یہ کیا ہے.....؟ خدا کیلئے سمجھو؟ اس سازش کو.....!

جناب غور فرمائیے مسجدوں میں ہونیوالے بم دھماکوں پر بی بی سی نے تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ **"مسجدیں** خالی نہیں ہوئیں نمازیوں کی تعداد کم ہو گئی ہے" گویا ان مردودوں کا منصوبہ تھا کہ اتنی **دہشت گردی پھیلاؤ کہ**

مسجدوں میں اذان بھی نہ ہو۔ مسجدیں ویران ہو جائیں۔۔۔! مسجدیں مسلمانوں کی دینی و دنیاوی زندگی کا محور و مرکز ہیں۔ ان مسجدوں کی وجہ سے ہماری ٹوٹی پھوٹی اجتماعیت قائم ہے۔ ہم آپس میں لڑتے بھڑتے ہیں مگر پھر بھی ایک امام کے پیچھے نماز پڑھ لیتے ہیں۔ اور اب دینی مدارس بند کرنے کا ناپاک منصوبہ کا اعلان ہوا ہے۔ وزیر اعظم، گورنر پنجاب، وزیر داخلہ اور حکومت کے "بھونپو" بروزن "بھونکو" مسٹر کھرل کی ہذیاں سرائی دینی مدارس کے متعلق اخبارات کے صفحات پر موجود ہے۔ دینی مدارس دہشت گردی پھیلا رہے ہیں....؟ حکومت کروڑوں اربوں روپے کی گرانٹوں سے چلنے والے اپنے تعلیمی اداروں کا حال دیکھے۔ تعلیمی ادارے قتل گاہیں، عیاشی و بدمعاشی کے ادارے بن چکے ہیں۔ کبھی کسی دینی مدرسے کے متعلق سننے میں آیا نہ دیکھنے میں آیا۔ ڈاکے یونیورسٹیوں کے گریجویٹ ڈاکو مارتے ہیں۔ ہاسٹلوں میں جوئے اور مجرے کون کراتا ہے...؟ بینکوں میں فراڈ کر کے اربوں کھربوں روپیہ قوم کا کس نے کھایا؟ ناچ گانے کا رسیا کون ہے؟ زنا کون کرتا ہے؟ شراب کے رسیا کون ہیں؟ کنجروں، نٹوں، بھانڈوں، میراثیوں، اور لوباشوں کو کھلی چھٹی کس نے دے رکھی ہے؟ تم نے دے رکھی ہے۔ حکمرانو، سیاستدانو تم نے جمہوریت زادو، تم نے تعلیمی اداروں کو تم نے تباہ کیا قوم کے بچوں کو آوارہ ڈاکو تم نے بنایا ہے۔ مجرمو تم نے۔۔۔ مولویوں نے نہیں، دین والے نے نہیں۔ ملک کو مقتل اور ناچ گھر تم نے بنایا ہے!

ملک کا امن تم نے غارت کیا اسکی وحدت کو ضغطہ میں کس نے ڈالا۔؟ مولویوں نے نہیں۔ دینی مدارس میں قرآن کی تعلیم ہوتی ہے۔ دین پڑھایا جاتا ہے۔ اللہ اور اس کے رسول کے احکام، اس کی شریعت سمجھائی پڑھائی جاتی ہے، دینی تہذیب شرم و حیا سکھائی جاتی ہے۔ شرافت کے ساتھ ساتھ صداقت و شجاعت پیدا کی جاتی ہے۔ ان کو بند کرنے کیلئے ناپاک منصوبے بنائے جا رہے ہیں۔ بے شک غلطی کی ہمارے ان مولویوں نے ہاں ہاں میں کہتا ہوں غلطی کی جنہوں نے سرکاری فنڈ سے زکواۃ کے نام پر پیسہ لیا۔ خالص سود انہوں نے کھایا ہے۔ آج وہ اس کے وبال میں گرفتار ہیں۔ یہ زکواۃ نہیں حرام خوری ہے۔ جنہوں نے کھائی اس کے نتائج سامنے آ گئے۔ ایسا مال کھانے والے کے دل میں ایمان کی قوت باقی نہیں رہتی۔ اندر ظلمت اور سیاہی چھا جاتی ہے۔ وہ بزدل اور کمزور ہو جاتا ہے۔ دین کے مخالف کے سامنے دین کی بات جم کر نہیں کر سکتا وہ منمناتا ہے۔ ممیاتا ہے...! بہادر بنو توبہ کرو لعنت بھیجو حکومتی سرمائے پر جس کا دین پڑھاتے ہو اس پر توکل کرو۔ خود بھی بچو، مدارس کو بھی بچاؤ، میدان میں آؤ!

بہر حال کفار و مشرکین اور ان کے ہمنواؤں کا جمہوریت زادوں کا یہ منصوبہ ہے۔ دیندار قوتوں کے خلاف، یہ سب اسی مکروہ نظام کا حصہ ہے۔ اس نظام کے باوجود مسلمان عوام کو مکمل طور پر بے دینی کی راہ پر نہیں چلا سکے۔ جب تک یہاں علماء و صلحا موجود ہیں۔ اہل حق موجود ہیں۔ دینی قوتیں موجود ہیں۔ اس لئے انہیں ختم کرنے کیلئے منصوبے ہیں، سازشیں ہیں۔ پاکستان میں اسلام کے نفاذ کے لئے جمہوریت نے کتنے طوفان کھڑے کر دیئے ہیں۔ ایک طرف عیسائیوں کو کھڑا کر دیا گیا۔ ایک طرف قادیانی آ گئے۔ کہیں منکرین قرآن اور منکرین صحابہ آ گئے، کہیں اللہ کا انکار کرنے والے آ گئے۔ کہیں ہمیں علاقائی لسانی گروہوں میں گروہوں میں بانٹ کر الجھا دیا گیا ہے۔ ہم مسلمان نہیں رہے۔ ہم قومیتوں میں بٹ کر تقسیم در تقسیم ہوتے جا رہے ہیں۔ اتنے خوف ہم پر مسلط کر دیئے گئے ہیں کہ

آدمی سوچنے بیٹھے تو عملی قدم نہیں اٹھا سکتا۔ یہ قومی کو مضمحل کر دینے والے اعصاب شکن حالات پیدا کر دیئے گئے ہیں۔ گھر سے نکلنے والا گھر والوں کیلئے عدم تحفظ کے احساس کا شکار ہوتا ہے اور گھر والے گھر سے جانے والے کیلئے عدم تحفظ کا شکار ہوتے ہیں کہ زندہ واپس آتا ہے یا نہیں۔ پورا ملک خوف و دہشت کی لپیٹ میں ہے۔

یہ سب کچھ کر گزرنے میں دشمن کیوں کامیاب ہوا۔۔۔؟ اس کا کھوج لگانا ضروری ہے۔

جیسا کہ میں پہلے بھی عرض کر چکا ہوں کہ اس تباہی و بربادی اور نکبت واد بار کشتنت و انتشار کے اصل اسباب کو جب تک تلاش کر کے انہیں ختم نہیں کیا جائیگا اس وقت تک مرض جوں کا توں موجود رہیگا۔ بلکہ بڑھتا چلا جائیگا۔ اور یہ اسباب نبی کریم علیہ والسلام نے آج سے چودہ سو سال قبل بیان کر دیئے ہیں۔ ہمیں باقی سب تدبیریں چھوڑ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد پر مکمل یقین رکھتے ہوئے اس مرض کا علاج کرنا ہوگا۔ آپ ﷺ نے اقوام کی تباہی و بربادی کا سبب پانچ (۵) چیزیں بیان فرمائی ہیں۔ ان کی روشنی میں ہم اور آپ اپنے اعمال و اخلاق کا، زندگی کا جائزہ لیں کہ کیسے ہماری حالت سدھر سکتی ہے اور کیسے اللہ کی تائید حاصل ہو سکتی ہے۔ کیسے ملک امن کا گہوارہ بن سکتا ہے۔ بے حیائی کا، بے دینی کا غلبہ کیسے ختم ہو سکتا ہے۔ ادھر دیکھو ارے! میرا ہاتھ گندا ہو تو اماں بھی ہاتھ پر چیز نہیں رکھتی وہ کہتی ہے کہ جا بیٹا ہاتھ دھو کے آ، ہم جو گناہوں سے لتھڑے ہوئے ہیں اور اللہ کی نافرمانی کے گند میں ڈوبے ہوئے ہیں، من مانیاں کرنے والوں پر خدا کی رحمت کیوں آئے.....؟ کیسے ہم ناپاکوں کے نزدیک آئے؟ پہلے پاک ہو جاؤ صاف ہو جاؤ۔ توبہ کرلو...... توبہ ہم نہیں کرتے، مانگنے والے ہم نہیں بنتے، فریب کرتے ہیں، منافقانہ طرز عمل اختیار کرتے ہیں۔ ریاکاری چھوڑو مخلص ہو جاؤ۔ سنو! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا فرمایا ہے۔۔۔۔ فرماتے ہیں۔

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ماظہر الغلول فی قوم الّا القی اللہ فی قلوبہم الرعب، ولافشی الزنا فی قوم الاکثر فیہم الموت، ولا نقص قوم ن المکیال والمیزان الاقطع عنہم الرزق، ولا حکم قوم بغیر حق الا فشی فیہم الدم، ولاخترقوم بالعہد الاسلط علیہم العدو۔ (او کما قال علیہم الصلواۃ السلام)

پہلی بات۔ فرمایا:

ماظہر الغلول فی قوم الاالقی اللہ فی قلوبہم الرعب

"جس قوم میں خیانت عام ہو جائے اس قوم کے دلوں میں اللہ رعب ڈال دیتے ہیں" وہ مرعوب ہو جاتی ہے۔ (بزدل ہو جاتی ہے یہ وبال ہے خیانت کا)

دوسری بات:

ولافشی الزنا فی قوم الا کثر فیہم الموت

"اور جس قوم میں زنا عام ہو جائے اس میں شرح موت بڑھ جاتی ہے" (کثرت اموات کثرت زنا کا وبال ہے)

تیسری بات:

ولانقص قوم ن المکیال والمیزان الاقطع عنہم الرزق

اور جس قوم میں ناپ تول کی کمی کی برائی عام ہو جائے اللہ پاک اس سے رزق (رزق حلال) منقطع کر دیتے ہیں۔ سکون چھن جاتا ہے۔ چوتھی بات ارشاد فرمائی۔

ولا حکم قوم بغیر حق الافشی فیھم الدم

"کہ جو قوم انصاف چھوڑ کر ناانصافی کو پسند کرنے لگے (ظلم پسند ہو جائے) اس میں خونریزی اور قتل و غارت گری عام ہو جاتی ہے۔ یہ نتیجہ ہے ظلم و ناانصافی کا۔ اور پانچویں بات یہ ارشاد فرمائی ہے کہ

ولاختر قوم بالعھد الامسلط علیھم العدو

"کہ جو قوم بدعہدی اور عہد شکنی کی خوگر ہو جائے اس قوم پر اس کے دشمن مسلط کر دیئے جاتے ہیں۔

(بدعہدی کا وبال دنیا میں آزادی خودمختاری کا خاتمہ اور دشمن کی غلامی کی لعنت میں گرفتاری ہے)

اب ہم دیانتداری کے ساتھ حدیث مبارکہ میں بیان شدہ ان پانچوں باتوں کی روشنی میں اپنے شب و روز کا جائزہ لیں کیا ہم خیانت جیسے موذی مرض میں مبتلی نہیں ہیں؟ سب سے پہلی اور بڑی خیانت تو یہ ہے کہ اللہ نے ہمیں اپنی فرمانبرداری کیلئے پیدا کیا ہے۔ ہم غیراللہ کی فرمانبرداری کرتے ہیں، ہمارے رشتہ دار، آل اولاد امانت ہیں۔ ہمارے اموال امانت ہیں۔ ہمارا دین ہمارے پاس امانت ہے، ہمارا جسم ہمارے پاس امانت ہے۔ یہ زندگی بھی امانت ہے۔ اور ہم نے ہر ایک میں خیانت کی ہے۔ ہم نے ہر معاملے میں بغاوت کر رکھی ہے۔

کیا ہمارے معاشرے میں زنا و بدکاری بے حیائی عام نہیں ہے۔۔۔۔؟ توبہ توبہ۔ معاذ اللہ معاذ اللہ ایسی ایسی خبریں پاکستان کے معاشرے کی اخبارات میں شائع ہو رہی ہیں کہ دل لرز جاتا ہے۔ سگی ماں سے سگے بیٹے نے اور بھائی نے اپنی سگی بہن سے بدکاری کی ہے۔ سگے باپ نے سگی بیٹی سے منہ کالا کیا۔

یہ لرزا دینے والی خبریں چھپ رہی ہیں یہ کیوں ہو رہا ہے؟ اس

حدیث مبارکہ سے ہمارے ہی معاشرہ کی یہ بھیانک تصویر کیوں ابھر آئی ہے؟ یہ سب اسی نظام کو پسند کرنے نافذ کرنے کا نتیجہ ہے۔ یہ سب بغاوتیں، ان کی جرأت، اسی مردود نظام نے ہی انسان میں پیدا کی ہیں۔ اعاذنا اللہ۔ اس کے اسباب اسی جمہوری نظام کے تحت چلنے والے ذرائع ابلاغ ہیں۔ سرکاری ذرائع سے نشر ہونے والے پروگرام اور قومی اخبارات میں شائع ہونے والا مواد ہے۔ اپنی تمام خواہشات کو اپنی مرضی کے مطابق پورا کرنے کی مکمل آزادی کا نتیجہ ہے۔ بسوں ویگنوں، کوسٹروں میں، دکانوں پر اور ڈرائنگ رومز میں، کون سی جگہ ہے جہاں صبح سے شام تک ناچ گانے، راگ رنگ کی محفلوں میں جنسی، حیوانی جذبات کو وحشیانہ طریقے سے پورا کرنے کی دعوت نہیں دی جاتی۔ بدکاری کیلئے ماحول پیدا نہیں کیا جاتا۔ تفریح کے نام پر بے حیائی، عریانی، فحاشی کا ایک سیلاب امڈتا چلا آ رہا ہے۔ ٹی وی ریڈیو دیگر حکومتی سرپرستی میں چلنے والے ذرائع آرٹس کونسلیں یعنی سرکاری چکلے اور دیگر ادارے سب سے بڑھکر بے حیائی اور عریانی فحاشی کو عام کرنے، جنسی وحشت درندگی کا جنون پھیلانے میں، دین دشمنی کے پھیلانے میں سب سے آگے ہیں۔ ہماری شادیوں میں بھیڑوں اور بھیڑیوں کا مشترکہ اجتماع ہوتا ہے۔ بے حیائی کا ننگا ناچ ہوتا ہے۔ حکومت کی سرپرستی میں قوم کو زنا اور شراب کا رسیا بنایا جا رہا ہے۔ اربوں کھربوں روپیہ خرچ کر کے قوم کو گانے بجانے کی تعلیم دی جا رہی ہے۔ کیا یہ اللہ اور اس کے رسول کا مقابلہ نہیں؟ یہ بدعہدی نہیں۔ کیا ناپ تول کی

بد دیانتی کے بھیانک جرم میں مبتلا نہیں ہیں؟۔۔ ظلم چھایا ہوا ہے! ملک اندھیر نگری بنا ہوا ہے۔۔!

جمہوری نظام کے پیدا کردہ کفر پرور معاشرہ میں جہاں عیسیٰ خیلوی معزز ہے۔ مولانا خان محمد معزز نہیں۔ نور جہاں قابل عزت ہے مگر سیدہ کائنات ام المومنین عائشہ صدیقہ کی عظمت و عفت کی حفاظت کیلئے کوئی قانون نہیں ہے۔ نچنیے بھڑوے عارف لوہار کے فنکشن کیلئے سرکاری افسر چندہ کرتا ہے، سرپرستی کرتا ہے۔ اور میں اگر سیرت النبی کے جلسہ کی اجازت کیلئے جاؤں تو میری زبان بندی کر دی جاتی ہے۔ میں قرآن پڑھنا سمجھنا اور سمجھانا چاہوں تو میرے مدرسے میں پولیس آن کھڑی ہوتی ہے۔ کہ یہ بند کر دیا جائیگا۔ مولویوں کو جیل میں ڈال دیا جائے گا۔

آج لوگوں کو دین کی بات سن کر خوشی نہیں ہوتی، آج نژاد نو کو یہود پرست، سرمایہ پرست کو جمہوریت زادے کو قرآن سناؤ۔ اللہ کے احکام سناؤ۔ اور محمد رسول اللہ کے فرمان سناؤ تو ان کے منہ پرانے جوتے کی طرح سکڑ جاتے ہیں۔ اکٹھے ہو جاتے ہیں۔ ان کی پیشانیوں پر تکبر کے بل پڑ جاتے ہیں۔ ایسا کیوں ہے۔ اسکا سبب وہی ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ اللہ نے فرمایا ہے صدق اللہ العظیم وصدق رسولہ الکریم

اس مردود نظام کی ہلاکتوں اور تباہیوں کو مد نظر رکھو۔ اسی نے کفر کی تمام طاقتوں کو اتنا مضبوط کر دیا کہ وہ علی الاعلان بلا خوف و خطر کفر و شرک، بے حیائی اور بے غیرتی کی تبلیغ کر رہی ہیں۔ حکومتی ذرائع ابلاغ مسلمانوں کو کافر بنانے والی تبلیغ کر رہے ہیں کوئی پوچھنے والا نہیں ہے۔ دینی جماعتوں کو کمزور کر دیا گیا ہے۔ ہماری اس حالت و بے چارگی کا سبب ایک اور بھی ہے اور وہ بھی میں صاف صاف کہتا ہوں کہ ہماری دینی جماعتوں اور علما کی اکثریت نے دین اسلام کو ایک کامل ضابطہ حیات کے طور پر پیش نہیں کیا لوگوں کو دلیل سے نہیں سمجھایا۔ بلکہ اپنے اپنے مسلک کی تبلیغ و اشاعت میں پوری تندہی سے مصروف رہے اور مصروف ہیں۔ جس کا نتیجہ ہم سب کے سامنے ہے۔ یہ اہانت رسول اور مداخلت فی الدین کے اذیت ناک جرائم کا ارتکاب کرنے والے نہ صرف ارتکاب کر رہے ہیں بلکہ وہ آزاد و محفوظ ہیں۔ اور ہم۔۔۔ مسلکوں کی تبلیغ میں منہمک!

اگر آج ہم صحیح اور سچے مسلمان ہوتے تو اس ملک میں اہانت رسول کا تصور کرنے والا سوچنے والا بھی کوئی نہ ہوتا۔ یہی ہمارے ایمان کی کمزوری کی دلیل ہے۔ کہ نہ صرف اہانت رسول کے مجرم پیدا ہوئے بلکہ انہوں نے جرم کیا اور وہ دندناتے پھر رہے ہیں۔ اور ہم رسول اللہ کی عظمت کی بھیک مانگنے والے پابند کر دیئے گئے ہیں۔

ع...... کہ سنگ و خشت مقید ہیں سگ آزاد

برادران ملت! اپنی اس حالت پر غور کرو اور غفلت کی نیند سے اٹھو بیدار ہو جاؤ۔ توبہ کرو ان بھیانک جرائم سے گناہوں سے جنہوں نے ہماری دینی غیرت کو چاٹ لیا ہے۔ کھا لیا ہے۔ ہماری تمہاری سب کی مشترکہ مجرمانہ غفلت نے دین دشمنوں کو، بے دینوں کو، اللہ اور اسکے رسول کے باغیوں کو دشمنوں کو طاقتور کر دیا ہے۔ اٹھا کر پھینک دو اس جمہوریت کی لعنت کو سات سمندر پار اس کے باوا انگریز کے پاس۔ ٹاٹ لپیٹ دو اس کفر ساز و کفر پرور نظام کا!

اگر ہم دشمن کا مقابلہ کرنا چاہتے ہیں فتح و غلبہ چاہتے ہیں تو مال و دولت سے اسے شکست نہیں دے سکتے۔ یاد رکھو! جیسے کیسے بھی مسلمان ہو آج بھی دین کے لئے متحد ہو جاؤ۔ اتفاق کر لو، اور اپنے گناہوں سے سچے دل سے توبہ کر

لو۔ اللہ کی طرف رجوع کر لو، قرآن کو رہنما بنا لو! تو کفر کو شکست ہو سکتی ہے۔ ہمیں فتح و کامرانی نصیب ہو سکتی ہے۔ مگر ہمیں سچا مسلمان، اللہ کا تابع فرمان مسلمان بننا ہو گا۔ اور رسول اللہ کا وفادار بننا ہو گا۔ موجودہ حالات میں، اس بھڑکتی ہوئی آگ کو بے دینی و کفر کے عذاب کو عریانی و فحاشی اور بے حیائی کے سیلاب کو روکنا چاہتے ہو اور کافروں، یہودیوں، نصرانیوں، امریکی بدمعاشوں اور غنڈوں سے! اگر تم آزادی حاصل کرنا چاہتے ہو تو وہ آزادی ایٹم بم سے نہیں ملے گی۔ وہ اسلام کے ساتھ مکمل وابستگی اور سچی دوستی سے ملے گی۔ بنالو ایٹم بم تم نے جتنے بنانے ہیں مگر رسول اللہ کی عطا کی ہوئی تہذیب کے نمونے بن جاؤ تہذیب محمدی، تہذیب اسلامی کے سچے نمونے بن جاؤ صحابہ کی طرح۔ یاد رکھو! مسلمان جب سچا مسلمان بن جائے تو دنیا کی کوئی طاقت اسے غلام نہیں بنا سکتی۔ جو صرف اللہ کا غلام ہو وہ دنیا کی تمام غلامیوں سے آزاد ہو جاتا ہے۔ بے پناہ ہو جاتا ہے۔ مسلمان کی یہ آزادی اقوام عالم کے تمام کمزور و مجبور بے بس انسانوں کیلئے آزادی کی نوید جانفزا بن جاتی ہے۔ آؤ اپنے اس فرض اور ذمہ داری کو نبھائیں عہد کریں۔ دنیا کی تمام غلامیوں کے طوق اتار پھینکیں ایک اللہ کے سچے غلام بن جائیں۔ رسول اللہ ﷺ کی شریعت کا پیغام بن جائیں! اس ناپاک و مردود نظام سے نجات کا ایک ہی راستہ ہے۔ اور وہ ہے قرآن پر عمل اور بس! جیسا کہ جانشین امیر شریعت سید ابو معاویہ ابوذر بخاری مدظلہ نے کہا ہے اور کتنا سچ کہا ہے!

جو قصدِ منزل حق ہے تو پھر کتاب مبیں کو
ہجومِ تیرہ شبی میں چراغِ راہ بناؤ!
یہی ہے درسِ اخوت یہی پیام بقا ہے
کہ آدمی کے ستم سے تم آدمی کو چھڑاؤ

اللہ پاک سے دعا کیجئے کہ وہ ہم سب کو اپنا اور اپنے محبوب خاتم النبیین والمعصومین صلی اللہ علیہ وسلم کا سچا مطیع و فرمانبردار بنائیں اور ہمیں اپنی ذمہ داریوں سے پوری دیانت کے ساتھ عہدہ برآ ہونے کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین ثم آمین

حکومت الہیہ زندہ باد

جمہوریت مردہ باد

پاکستان زندہ باد

وآخرا دعوانا ان الحمدللہ رب العلمین

مجلس احرار کی تحریک آزادی کشمیر ۱۹۳۰ء کی نہایت دلچسپ روداد

احرار اور تحریک کشمیر

ماسٹر تاج الدین انصاری

بخاری اکیڈمی مہربان کالونی ملتان۔

قیمت =/10 روپے

مسافرین آخرت

* مجلس احرار اسلام بستی درخواست ضلع رحیم یار خاں کے انتہائی مخلص کارکن محترم قاری حافظ جمال الدین صاحب ٹریفک کے ایک حادثہ میں شدید زخمی ہوئے اور ۱۲ رمضان المبارک ۱۴۱۵ھ کو انتقال کر گئے۔ وہ ایک متقی اور ملنسار انسان تھے۔ اور جماعت کے لئے اپنے آپ کو وقف کئے ہوئے تھے۔

* مجلس احرار اسلام گڑھا موڑ کے کارکن جناب مہر ربنواز وجھلانہ کے والد الحاج مہر غلام محمد وجھلانہ طویل علالت کے بعد ۲۵ شوال، ۲۷ مارچ ۱۹۹۵ء کو رحلت فرما گئے۔ مرحوم مدرسۃ العلوم الاسلامیہ گڑھا موڑ کے حلقہ معاونین میں سے تھے اور مکرم مولانا محمد اسحٰق سلیمی مدظلہ کے حلقۂ احباب میں شامل تھے۔ وہ غربا و مساکین، بیوگان اور یتیموں کی خدمت کرتے تھے۔ اور دین کا درد رکھنے والے انسان تھے۔

* مجلس احرار اسلام مترو ضلع وہاڑی کے صدر محترم ڈاکٹر منظور احمد صاحب کے بھائی طویل علالت کے بعد گزشتہ ماہ وفات پا گئے۔

* خاندان امیر شریعت کے قدیم مہربان محترم منظور احمد خان گھلو کے بھائی محترم خیر محمد گھلو گزشتہ ماہ رحلت فرما گئے۔ مرحوم طویل عرصہ سے بیمار تھے۔

* اراکین ادارہ مرحومین کی مغفرت کے لئے دعا گو ہیں اور لواحقین سے اظہار تعزیت کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے اور خطاؤں سے در گزر فرمائے (آمین)

قارئین تمام مرحومین کی مغفرت کے لئے ایصالِ ثواب اور دعا کا اہتمام فرمائیں۔

ہمارے بہت ہی کرم فرما اور دوست قاری عبدالقیوم صاحب (مہتمم جامعہ صدیقہ، لاہور) کے برادر اصغر محترم قاری عبدالعزیز صاحب گزشتہ ماہ رحلت فرما گئے۔ قاری صاحب اور ان کے لواحقین کے لئے یقیناً یہ ایک گہرا صدمہ ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند فرمائے اور پسماندگان کو صبر عطاء فرمائے۔

*

مولانا ابو ریحان سیالکوٹی
سبائی فتنہ
(حصہ اول)
قیمت 150 روپے

اہل سنت کے روپ میں رفض و سبائیت پھیلانے والے طبقہ کے خیالات کا علمی و تحقیقی محاسبہ
ایسی کتاب جس نے بعض نام نہاد تقدس مآبوں کی حجلہ عروسی میں زلزلہ بپا کر دیا

بخاری اکیڈمی مہربان کالونی ملتان۔

دعاء صحت

جانشین امیر شریعت کی شدید علالت

حضرت مولانا سید ابو معاویہ ابوذر بخاری دامت برکاتہم شدید علیل ہیں۔ اور ۲۶ اپریل سے سیال میڈیکل سنٹر ملتان میں زیر علاج ہیں احباب ان کی صحت یابی کے لئے خاص طور پر دعاء کا اہتمام فرمائیں۔ اللہ تعالی انہیں صحت و سلامتی عطاء فرمائے اور ان کا سایہ ہم پر قائم رکھے (آمین)

ملتان سے ہمارے رفیق مولانا محمد عطاء اللہ صاحب گزشتہ کئی روز سے نشتر ہسپتال میں زیر علاج ہیں۔ موصوف حضرت مولانا عطاء المحسن بخاری کے ہم سبق ہیں۔

محلہ فرید آباد بوہڑ گیٹ ملتان کی مسجد رحمت والی کے مدرس حافظ ظفر محمود صاحب ٹریفک کے ایک حادثہ میں زخمی ہو کر نشتر ہسپتال میں زیر علاج ہیں۔

مجلس احرار اسلام لاہور کے کارکن محترم حکیم محمد انور مجاہد کی اہلیہ گزشتہ کئی روز سے شدید علیل ہیں۔

قارئین سے درخواست ہے کہ وہ تمام بیماروں کی شفاء کے لئے دعاؤں کا اہتمام فرمائیں (ادارہ)

محترم شیخ بشیر احمد نور محلی (ملتان) کے فرزند بھائی محمد معاویہ گزشتہ کئی ماہ سے علیل ہیں۔ ایک حادثہ میں ان کی ٹانگ ٹوٹ گئی مگر بار بار کے آپریشن کے باوجود وہ ابھی تک رو بصحت نہیں ہوئے۔ اللہ تعالی انہیں شفاء عطاء فرمائے۔

ابنِ امیرِ شریعت سید عطاء المحسن بخاری مدظلہ کے دو اہم خطبات

1. اسلام اور جمہوریت (کمیونٹی ہال گلاسگو برطانیہ ۱۹۸۵ء)
2. جمہوریت شرک ہے (جامع مسجد برمنگھم، برطانیہ ۱۹۸۷ء)

عنقریب شائع ہو رہے ہیں

(انشاء اللہ)

مرتب: مہدی معاویہ

ساغر اقبالی — طنز و مزاح

زبان میری ہے بات انکی

* وزیر اعظم بے نظیر نے دورہ امریکہ میں صدر کلنٹن سے ہاتھ ملایا۔ (ایک خبر)
اور کلنٹن نے ہاتھ دکھا دیا۔
* ایف آئی اے کو نیک بنایا جائے گا۔ (ایک خبر)
مگر شکل مومناں اور کرتوت کافراں ہی رہیں گے۔
* تین سال میں ۵۸۹ پولیس مقابلے۔ ۷۲۲ ملزم ہلاک۔ پولیس ہمیشہ بے قصور رہی۔ (ایک خبر)
اور جرائم میں مزید اضافہ ہوا۔
* ڈیرہ غازیخاں میں ۱۲۰ اساتذہ گھر بیٹھے تنخواہیں لینے پر معطل (ایک خبر)
قوم کے معماروں کی معطلی تعجب کی بات ہے۔
* خوش ہوں کہ صدر کلنٹن کی بیٹی نے قرآن پاک پڑھا ہے۔ (بے نظیر)
مولوی صاحب کے قرآن پاک پڑھنے سے تو دکھ ہوتا ہے۔
* حکومت اور اپوزیشن دونوں ڈاکو ہیں۔ (سردار شوکت حیات)
دونوں چچوں ہیچ گنڈیری ہیں۔ دولت کی ہیرا پھیری ہیں۔
* ڈیسائی کو پانچ من صندل کی لکڑی کی چتا میں جلا دیا گیا۔ (ایک خبر)
پیشاب خور کے لئے صندل کی چتا! انصاف نہیں
* ملک کی تمام اہم شخصیات عام لوگوں کی طرح سفر کریں گی۔ (ایک خبر)
جھوٹ x جھوٹ = جھوٹ
* میرے حلقے میں قحبہ خانے کھلے ہیں۔ شراب سرعام بکتی ہے۔ (حسن اختر موکل۔ چونیاں)
حکمرانوں اور سیاست دانوں کے حلقے میں چوری چھپے بکتی ہے۔
* اسلامی عناصر مجھے ختم کرنا اپنا مذہبی فریضہ سمجھتے ہیں۔ (بے نظیر)
اور آپ اسلام کو ختم کرنا اپنا امریکی فریضہ سمجھتی ہیں۔
* میری غیر جانبداری متاثر ہو گی، نوابزادہ نصر اللہ نے شیخ رشید کے لئے ججوں کا فل بنچ تشکیل دینے کی درخواست پر دستخط کرنے سے انکار کر دیا۔ (ایک خبر)
غیر جانبداری کی زندہ مثال، کشمیر کمیٹی کی چیئرمینی، زندہ باد۔

* کرکٹ بورڈ نے قذافی سٹیڈیم کا نام بدلنے کے امریکی مطالبے کی تصدیق کر دی۔ قذافی بے نظیر کو بھتیجی سمجھتے ہیں۔ (ایک خبر)

اقتدار میں ماں اور بھائی کی کوئی وقعت نہیں۔ قذافی کیا چیز ہے!

* میو ہسپتال میں پاگل کتے کا حملہ۔ (ایک خبر)

ڈاکٹروں کو چودہ ٹیکے لگائے جائیں۔

* بے نظیر سے ملنے کا کوئی فائدہ نہیں۔ (نواز شریف)

فضل الرحمن سے پوچھیں!

* قومی اسمبلی میں خواتین کی کم تعداد دیکھ کر شرم آتی ہے۔ (این ڈبلیو خان)

زیادہ تعداد ہونے سے شرم نہیں آئے گی۔ یعنی بے شرم ہو جائیں گے۔

* آصف زرداری کے گھوڑے کی ٹانگ ٹوٹ جائے تو آئرلینڈ سے ڈاکٹر منگوائے جاتے ہیں۔ (مرتضیٰ بھٹو)

اس لیے کہ گھوڑے کی ٹانگ سے ٹائم بم نہیں بندھا ہوتا۔

* ملک کی سربراہ امریکہ جا کر کہہ رہی ہیں کہ اسلام کی بیخ کنی کے لئے میری مدد کریں۔ (ڈاکٹر جاوید اقبال)

اللہ تعالیٰ اس کی بیخ کنی کے لئے آپ کو قبول کر لے!

* وزیراعظم کے عملہ میں ایک چینی سیکس تھراپسٹ "جنگ جیان" بھی شامل ہیں۔ (ایک خبر)

کہیں بھی ضرورت پڑ سکتی ہے۔!

* حکمرانوں نے غریبوں کو ذلت کے سوا کچھ نہیں دیا۔ (مرتضیٰ بھٹو)

ایک مکار عجوزہ غریبوں کو کیا دے سکتی ہے؟

* بے نظیر کے لاحاصل امریکی دورے پر پچاسی کروڑ سے زائد لاگت آئی۔ (ایک خبر)

کھایا پیا کچھ نہیں۔ گلاس توڑا دو آنے!

* پنجاب کے ایک صوبائی وزیر اپنی گرل فرینڈ کے ساتھ اسلام آباد کے ایک ہوٹل میں پکڑے گئے۔ چھاپہ مار کارروائی وزیر کی بیوی نے کی۔ وہ دونوں کو گھسیٹ کر لابی میں لے آئی۔ (ایک خبر)

ہن دسو! کتیو، کمینیو، خنزیرو، حرامزادیو فٹے منہ تہاڈا۔

* نصیر اللہ بابر کی والدہ انتقال کر گئیں۔ (ایک خبر)

اس میں مولویوں کا کوئی قصور نہیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون

* کشمیر کمیٹی کا چیئرمین ہونے کا مطلب یہ نہیں کہ ہم حکومت کے حمائیتی ہیں۔ (نوابزادہ نصراللہ)

نہ آپ حمائتی ہیں، نہ فضل الرحمن! جو بات کی خدا کی قسم لاجواب کی۔

* اسلام تعلیم حاصل کرنے پر زور دیتا ہے۔ (بے نظیر)

کون سا اسلام؟ جسے آپ مٹانے کے درپے ہیں۔

* توہین رسالت کے قانون میں دو ترامیم کی منظوری۔ (ایک خبر)

خدا تمہیں موت سے آشنا کردے۔

* بے نظیر ٹورسٹ وزیراعظم ہیں۔ (نواز شریف)

مال مفت، دل بے رحم!

* لاہور کی سب سے بڑی ڈکیتی۔ ۸۹ لاکھ روپے لوٹ لئے گئے۔ (ایک خبر)

اس میں پولیس کا کوئی قصور نہیں۔

* بے نظیر خالد کھرل کا علاج کرائیں۔ (ایم کیو ایم)

اور ایم کیو ایم کلینک سے کرائیں۔

* پارلیمانی جمہوریت فریب نظر ہے۔ (پریشان خٹک)

کہ جس میں ایک بدمعاش اور ایک چیف جسٹس کی رائے برابر ہے۔

* ہم پیپلز پارٹی کے اتحادی نہیں ہیں۔ بے نظیر نواز شریف سے بہتر ہیں۔ ہم عورت کی حکمرانی کے خلاف ہیں۔ (فضل الرحمٰن)

تسبیح بے نظیر پڑھتی ہے، دانے ہم گنتے ہیں۔

* نوابزادہ نصر اللہ کی صدارت میں پی ڈی پی کے رکن نے مجیب الرحمن شامی کا گریبان پکڑلیا۔ (ایک خبر)

شامی صاحب! اپنا پھٹا ہوا گریبان ہائے ہائے جمہوریت کو بھجوادیں۔ تاکہ وہ اس میں جھانک سکیں۔

* بلاول کو تحفے میں دی گئی گھوڑی چوری ہو گئی۔ (ایک خبر)

مویشی چور، وزیراعلیٰ سے نہیں بچ سکیں گے۔

مجلس احرار اسلام کی رکنیت سازی

مہم تیز کیجئے۔

اور ماتحت شاخیں مقامی انتخابات جلد مکمل کر کے

مرکز کو ارسال کریں۔

(مرکزی ناظم نشر واشاعت)

محمد سعید انجم توحیدی (فتح جنگ)

انسائیکلوپیڈیا آف قرآن

قرآن کریم تمام آسمانی کتب میں سب سے عظیم، لاریب اور مقدس ترین کتاب ہے۔ قرآن کریم میں کسی قسم کی تحریف اور تبدل و تغیر ممکن نہیں کیونکہ اس کی حفاظت کا ذمہ خالق کائنات نے خود لیا ہوا ہے۔

انا نحن نزلنا الذکر وانالہ لحفظون۔

یہ کتاب جس مقدس ہستی پر نازل ہوئی وہ رسول تمام انبیاء و رسل علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات کے امام اور سید المرسلین ﷺ ہیں۔ جس ماہ مبارک میں یہ مقدس کتاب نازل ہوئی وہ سید الشہور کہلایا، جس رات میں یہ مقدس کتاب نازل ہوئی وہ رات عزت والی کہلائی اور اس ایک رات کی عبادت "خیر من الف شہر کہلائی اور جو فرشتہ قرآن کریم لیکر آیا وہ تمام ملائکہ کا سردار اور امام بن گیا۔

ذیل میں ہم قرآن کریم کا مختصر انسائیکلوپیڈیا پیش کرتے ہیں۔
ملاحظ فرمائیے۔

پہلی وحی

اقراء باسم ربک الذی خلق ہ خلق الانسان من علق ہ اقراء وربک الاکرم ہ الذی علم بالقلم ہ علم الانسان مالم یعلم ہ(سورۃ علق۔ آیت ۱ تا ۵)

آخری وحی

الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا ہ (المائدہ۔ آیت نمبر۳)

کلمات کی تعداد	۸۶۴۳۰
تعداد کاتبان وحی	۴۰ صحابہ کرامؓ
کل پارے	۳۰
کل منازل	۷
کل سورتیں	۱۱۴
مدنی سورتیں	۲۸
مقام سجدہ تلاوت	۱۴

تعداد حروف	۳۲۳۷۶۰	کل رکوع	۵۴۰
مدت نزول قرآن	تقریباً ۲۳ سال	آیات	۶۶۶۶
(۲۲ سال ۵ ماہ ۱۴ دن)		مکی سورتیں	۸۶

قرآن کریم میں استعمال ہونے والے الفاظ کی تعداد

ا-	۴۸۸۷۲	ر-	۱۱۷۹۳	غ-	۲۲۰۸
ب-	۱۱۲۲۸	ز-	۱۵۹۰	ف-	۸۴۹۹
ت-	۱۱۹۹	س-	۵۹۹۱	ق-	۶۸۱۳
ث-	۱۲۷۶	ش-	۲۱۱۵	ک-	۹۵۰۰
ج-	۳۲۷۳	ص-	۲۰۱۲	ل-	۳۴۳۲
ح-	۹۷۳	ض-	۱۳۰۷	م-	۳۶۵۳۵
خ-	۲۴۱۶	ط-	۱۲۷۷	ن-	۴۰۱۹۰
د-	۵۶۰۲	ظ-	۸۴۲	و-	۲۵۵۳۶
ذ-	۴۶۷۷	ع-	۹۲۲۰	ہ-	۱۹۰۷۰
				ی-	۴۵۹۱۹

قرآن کریم میں لفظ اللہ ۲۵۸۴ مرتبہ آیا ہے۔

لفظ الرحمٰن ۵۷ مرتبہ آیا ہے۔ لفظ الرحیم ۱۱۴ مرتبہ آیا ہے۔

یہ تعداد بسم اللہ الرحمن الرحیم کے علاوہ ہے۔

لفظ قل ۳۳۲۸ مرتبہ آیا ہے۔

سید ولد آدم رحمت عالم ﷺ کا نام نامی اسم گرامی محمد ﷺ ۴ مرتبہ آیا ہے۔

سید البشر رحمت عالم ﷺ کا اسم مبارک احمد ﷺ ۱ مرتبہ آیا ہے۔

زبر (َ) ۵۳۲۴۳ مرتبہ استعمال ہوئی ہے۔

زیر (ِ) ۳۹۵۸۲ مرتبہ استعمال ہوئی ہے۔

پیش (ُ) ۸۸۰۴ مرتبہ استعمال ہوئی ہے۔

تشدید (ّ) ۱۲۵۲ مرتبہ استعمال ہوئی ہے۔

نقطے ۱۰۵۶۸۴ استعمال ہوئے ہیں۔

کل مدین ( ) ۱۷۷۱ استعمال ہوئی ہیں۔

سورۃ فاتحہ قرآن کریم کی پہلی سورت ہے۔ جو قرآن کریم کے تیس پاروں کا خلاصہ ہے۔

سورۃ الناس قرآن کریم کی آخری سورت ہے۔

سورۃ البقرہ قرآن کریم کی سب سے طویل سورت ہے۔ جس میں ۲۸۶ آیات اور ۴۰ رکوع ہیں۔
سورۃ الکوثر قرآن کریم کی سب سے چھوٹی سورت ہے۔
سورۃ التوبہ کے ابتداء میں بسم اللہ نہیں ہے۔
سورۃ النمل میں بسم اللہ ۲ مرتبہ آئی ہے۔
سورۃ یٰسین کو قرآن کریم کا دل کہا جاتا ہے۔
سورۃ الرحمٰن کو عروس القرآن کہا جاتا ہے۔
سورۃ الفلق اور سورۃ الناس ایک ساتھ نازل ہوئی ہیں۔
سورۃ الفاتحہ میں "ف" نہیں ہے۔
۸ سورتوں میں "ج" نہیں ہے۔
سورۃ اخلاص میں صرف ایک زیر ہے۔
سورۃ الکوثر میں صرف ایک پیش ہے۔
۵ نبیوں (یونس علیہ السلام، ھود علیہ السلام، ابراہیم علیہ السلام، محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے نام پر سورتیں نازل ہوئیں ہیں۔
نبیوں میں سیدنا موسیٰ علیہ السلام کا ذکر سب سے زیادہ آیا ہے جبکہ قرآن کریم میں تقریباً ۲۶ انبیاء کرام کا ذکر ہے۔

دو آیات ایسی ہیں جن میں سب حروف تہجی (ا سے ی تک) جمع ہیں۔ پہلی سورہ آل عمران کی آیت نمبر ۱۵۴ اور دوسری سورت فتح کی آیت نمبر ۲۹۔
صرف ایک جملہ ایسا ہے جس میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے انیس حروف میں سے کوئی بھی نہیں اور وہ ہے فقد صغت (سورۃ تحریم آیت ۴)
صرف ایک سورۃ ایسی ہے جس کی ہر آیت میں اللہ کا لفظ موجود ہے اور وہ ہے سورہ مجادلہ
قرآن کریم کی سب سے چھوٹی آیت سورۃ مدثر کی آیت نمبر ۲۱ ہے۔
ایک مکمل رکوع ایسا ہے جو صرف ایک آیت پر مشتمل ہے اور وہ ہے سورۃ مزمل کا آخری رکوع
سب سے زیادہ آیات پر مشتمل رکوع سورہ عبس کا ہے۔
سورہ ھود کی آیت نمبر ۴۸ میں "میم" کا حرف ۱۶ مرتبہ آیا ہے جو قرآن کریم کی کسی دوسری آیت میں اتنی مرتبہ نہیں آیا۔
صرف دو جملے ایسے ہیں جنہیں سیدھا پڑھا جائے یا الٹا پڑھا جائے تو ان میں کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوتی۔
ربک فکبر (سورۃ مدثر آیت نمبر ۳) اور کل فی فلک (سورت یٰسین آیت نمبر ۴۰)
یا ایھا الذین آمنو کئی مرتبہ آیا ہے لیکن یا ایھا الذین کفروا صرف ایک مرتبہ سورہ تحریم میں آیا ہے۔ (سورہ تحریم آیت نمبر ۷)

یا ایہا الذین آمنو کے الفاظ سب سے زیادہ سورہ مائدہ میں آئے ہیں۔

۳۳۲ آیات لفظ قل سے شروع ہوتی ہیں۔

الحمد للہ رب العالمین درج ذیل چھے مقامات پر آیا ہے۔

۱۔ سورہ فاتحہ آیت نمبر ۱۔۔۔۲۔ سورہ انعام آیت نمبر ۴۵

۳۔ سورہ یونس آیت نمبر ۱۰۔۔۔۴۔ سورہ الصافات آیت نمبر ۱۸۲

۵۔ سورہ زمر آیت نمبر ۷۵۔۔۔۶۔ سورہ المومن (غافر) آیت نمبر ۶۵

یا ایہا النبی بہت جگہ آیا ہے لیکن یا ایہا الرسول صرف دو مرتبہ آیا ہے۔ سورہ مائدہ آیت ۴۱ اور آیت ۶۷ میں "کلا" کا لفظ ۳۳ مرتبہ "بلیٰ" کا لفظ ۲۲ مرتبہ اور "نعم" کا لفظ ۴ مرتبہ آیا ہے۔

سیدہ مریم سلام اللہ علیہا کے علاوہ کسی عورت کا نام نہیں آیا سیدہ مریم کا نام ۳۴ مرتبہ آیا ہے۔

قیامت کے لئے ۳۹ مختلف نام استعمال ہوئے ہیں جن میں سے چند حسب ذیل ہیں۔

۱۔ الساعة	۶۔ القارعة	۱۱۔ یوم الجمع	۱۶۔ یوم الدین
۲۔ الحاقة	۷۔ الغاشیة	۱۲۔ یوم عبوس	۱۷۔ یوم مشهود
۳۔ الرافعة	۸۔ یوم الآزفة	۱۳۔ یوم القیمة	۱۸۔ یوم الموعود
۴۔ الواقعة	۹۔ یوم التلاق	۱۴۔ یوم معلوم	۱۹۔ الاخرة
۵۔ الطامة الکبریٰ	۱۰۔ یوم الحساب	۱۵۔ یوم الوعید	۲۰۔ النّباء العظیم

حضرت آدم کا اسم گرامی ۲۵ مرتبہ، حضرت ادریس کا ۲ مرتبہ

حضرت نوح علیہ السلام کا ۴۹ مرتبہ، حضرت ہود علیہ السلام کا ۸ مرتبہ

حضرت صالح علیہ السلام کا ۹ مرتبہ، حضرت ابراہیم کا ۷۱ مرتبہ

حضرت اسماعیل علیہ السلام کا ۱۲ مرتبہ، حضرت اسحٰق علیہ السلام کا ۱۷ مرتبہ

حضرت یعقوب علیہ السلام کا ۱۶ مرتبہ، حضرت یوسف علیہ السلام کا ۲۷ مرتبہ

حضرت لوط علیہ السلام کا ۲۷ مرتبہ، حضرت ایوب علیہ السلام کا ۴ مرتبہ

حضرت شعیب علیہ السلام کا ۱۱ مرتبہ، حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ۱۳۳ مرتبہ

حضرت ہارون علیہ السلام کا ۱۹ مرتبہ، حضرت زکریا علیہ السلام کا ۷ مرتبہ

حضرت داؤد علیہ السلام کا ۱۶ مرتبہ، حضرت یحیٰ علیہ السلام کا ۷ مرتبہ

حضرت سلیمان علیہ السلام کا ۱۷ مرتبہ، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ۳۶ مرتبہ

حضرت یونس علیہ السلام کا ۶ مرتبہ، حضرت عزیر علیہ السلام کا ۱ مرتبہ

حضرت الیاس علیہ السلام کا ۳ مرتبہ

حضرت الیسع علیہ السلام کا ۲ مرتبہ اور حضرت ذوالکفل علیہ السلام کا ۲ مرتبہ آیا ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غلام اور

صحابی حضرت زیدؓ بن حارث کا نام سورۃ احزاب میں آیا ہے۔ یہ انفرادی عظمت صرف حضرت زیدؓ کو حاصل ہوئی کہ قرآن کریم نے ان کا نام لیکر تذکرہ کیا قرآن کریم کی تقریباً ۷۰۰ آیات شاگردان رسول ﷺ حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی تعریف میں نازل ہوئی ہیں۔

سیدنا صدیق اکبرؓ وہ خوش نصیب انسان ہیں جن کو قرآن کریم میں صاحب النبی کہا گیا۔

اذیقول لصاحبہ لاتحزن ان اللہ معنا

گویا صدیق اکبرؓ کی صحابیت نص قطعی سے ثابت ہے۔

قرآن کریم کی بیشتر آیات سیدنا فاروق اعظمؓ کی رائے پر نازل ہوئیں۔ (یعنی آپ کے دل میں کوئی سوال یا خواہش پیدا ہوئی تو اس موضوع پر اللہ تعالیٰ نے آیت نازل فرمادی مثلاً پردے کا حکم۔ منافق کی نماز جنازہ کی ممانعت، مقام ابراہیم پر نوافل کی خواہش، شراب، جوئے کی حرمت وغیرہ۔

نماز کی تاکید کم و بیش ۷۰۰ مقامات پر آئی ہے۔

۷۰ سے زیادہ مقامات پر دعا مانگنے کی تاکید آئی ہے۔

۱۵۰ مقامات پر صدقہ خیرات کرنے کی تاکید آئی ہے۔

ایک سورہ ایک عورت (سیدہ مریم) کے نام پر نازل ہوئی۔

سورۃ النور ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہؓ کے دفاع و برأت میں نازل ہوئی اور تقریباً ۱۸ آیتیں صدیقہ کائنات کے حق میں اتریں۔

کاتبان وحی:

قرآن کریم کو لکھنے کی سعادت جن خوش نصیب انسانوں کو حاصل ہوئی ان کی تعداد ۴۰ یا ۶۰ ہے جن میں سے چند درج ذیل ہیں۔

۱۔ سیدنا صدیق اکبرؓ ۲۔ سیدنا فاروق اعظمؓ
۳۔ سیدنا عثمان ذوالنورینؓ ۴۔ سیدنا علی المرتضیٰؓ
۵۔ سیدنا معاویہؓ بن ابی سفیانؓ ۶۔ سیدنا خالدؓ بن ولید
۷۔ سیدنا زبیرؓ بن العوام ۸۔ سیدنا عبداللہؓ بن رواحہ
۹۔ سیدنا عمروؓ بن العاص ۱۰۔ سیدنا مغیرہؓ بن شعبہ
۱۱۔ سیدنا عامرؓ بن فہیرہ ۱۲۔ سیدنا زیدؓ بن ثابت

چند مقامات نزول قرآن

۱۔ غار حرا، ۲۔ کوہ صفا، ۳۔ دار ارقم، ۴۔ مسجد جن، ۵۔ مسجد قبا، ۶۔ وادیٔ بدر، ۷۔ جبل احد، ۸۔ مقام خندق، ۹۔ مسجد قبلتین، ۱۰۔ مشعر الحرام، ۱۱۔ مسجد فتح، ۱۲۔ مقام بیعت رضوان۔

برصغیر میں فارسی زبان میں قرآن کریم کا پہلا ترجمہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور اردو میں پہلا ترجمہ حضرت شاہ رفیع الدین نے کیا۔

اس وقت دنیا کی تقریباً ۱۰۲ زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم شائع ہو چکے ہیں۔

حق تعالیٰ ہمیں قرآن کریم کے ساتھ عملی نسبت و وابستگی نصیب فرمائے۔ (آمین)

حکیم سرو سہارنپوری

محافظ قرآن آپ ہیں

منقبت امیر المومنین حضرت عثمان غنیؓ

نقشِ وفا ہیں عشق کا فیضان آپ ہیں
سیرت کا نور حضرتِ عثمان آپ ہیں

قلبِ سلیم و دیدۂ عرفان آپ ہیں
حسن عمل کا دائمی میزان آپ ہیں

ممتاز و منفرد ہے جو حبِ رسولؐ میں
وہ خوش نصیب صاحبِ ایمان آپ ہیں

جن کو رسولِؐ پاک نے دی خلد کی نوید
ان دس نصیب والوں میں ذیشان آپ ہیں

اندازِ صدق حاشیہ بردار آپ کے
تسلیم حق کے واسطے فرقان آپ ہیں

اخلاقِ مصطفیٰؐ کا نمونہ کہیں جسے
وہ جاوداں دلیل وہ برہان آپ ہیں

وہ جس کا خون زینتِ قرآن ہو گیا
ہاں وہ شہید حضرتِ عثمانؓ آپ ہیں

جس کی ادائے حلم پہ ہے سلطنت کو ناز
وہ صاحبِ کرم ہیں وہ سلطان آپ ہیں

ہیں گام گام آپ کے ہمراہ اہل عشق
راہِ یقین و منزلِ عرفان آپ ہیں

صُلبِ نبیؐ کے شمس و قمر جس کے گھر میں آئے
دو نور جس نے پائے وہ ذیشان آپ ہیں

جنگِ تبوک جس کی سخاوت پہ ہے گواہ
ہاں وہ سخی وہ چشمۂ فیضان آپ ہیں

خاموشیوں پہ جس کی تکلم نثار ہو
کم گوئیوں میں اپنی وہ سحبان آپ ہیں

جس کو عروجِ نسبتِ دستِ نبیؐ ملا
ایسے شریکِ بیعتِ رضوان آپ ہیں

معیار ہے جو عظمت و تکمیلِ ذات کا
ہر رنگ ہر ادا میں وہ انسان آپ ہیں

م وحیا ہے جوہرِ ایمان کی دلیل — بابِ حیا کے واسطے عنوان آپ ہیں

ن خلد جس کی حیا پر نثار ہیں — وہ جوہرِ حیا کے نگہبان آپ ہیں

وکرم کی راہ میں ہیں آپ سنگِ میل — جود و سخا کے باب کا عنوان آپ ہیں

ہے فیضِ قربِ نبیؐ سے جو شخصیت — لاریب آپ حضرت عثمانؓ آپ ہیں

سایہ جس کا دولتِ ایماں میں ڈھل گیا — ہاں وہ غنی وہ صاحبِ ایمان آپ ہیں

ر کے رسولؐ نے جس کو کہا غنی — وہ صاحبِ خطاب وہ ذیشان آپ ہیں

لی رضا کے جو سانچے میں ڈھل گیا — ہاں وہ وجودِ پاک وہ انسان آپ ہیں

ت تمام آپ کی احسان مند ہے — ہاں! ناشر و محافظ قرآن آپ ہیں

ہاں اسرؔ بے نوا کو سہارا ہے آپ کا
اس کے لیئے نجات کا سامان آپ ہیں

قطعۂ تاریخ وفات

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ

تاریخ ایسی کہتا ہوں جس کا بدل نہیں
یہ لیجئے "بدل" ہی میں تاریخ مل گئی
تاریخ ہے "شہادت عثمان" کی یہی
عثمان جا کے حق سے ملے ہیں "ابھی ابھی"

——— نیساں اکبرآبادی

(بشکریہ ماہنامہ فیض الاسلام راولپنڈی مئی ۱۹۹۵ء)

رنگِ سخن

"جس کو مجھ میں بھی کوئی بات نظر آتی ہے"
اے مری بیوی تری ذات نظر آتی ہے
سر مرا پھر گیا مہنگائی کے ہاتھوں اتنا
اب تو دن کو بھی مجھے رات نظر آتی ہے
آج کے دور میں سائنس کی ترقی توبہ!
"زندگی کشف و کرامات نظر آتی ہے"
آستیں کہنیوں تک اس نے چڑھا رکھی ہے
اس کا بازو بھی مجھے لات نظر آتی ہے
زندہ اب کوئی بھی مفلس نہ بچے گا یارو
"اب یہی صورتِ حالات نظر آتی ہے"
اپنے ووٹوں سے جو پہنچے ہیں یہاں تک تائب
ان سے مشکل ہی ملاقات نظر آتی ہے

(پروفیسر محمد اکرام تائب)

احرار ختم نبوت سنٹر کی تعمیر

جدید مرکز احرار دارالعلوم ختم نبوت اور احرار ختم نبوت سنٹر بالمقابل مرکزی مسجد عثمانیہ، معاویہ چوک، ہاؤسنگ سکیم چیچا وطنی۔ کی تعمیر کا کام جاری ہے ضلع ساہیوال بالخصوص علاقہ چیچا وطنی کے ساتھی خصوصی توجہ فرمائیں۔

رابطہ:۔

دفتر احرار جامع مسجد بلاک نمبر۱۲ چیچا وطنی۔

خورشید عالم

ہندوستان میں

قادیانیت کا پھیلاؤ

پاکستان میں مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیئے جانے کے بعد ربوہ کی مرکزیت ختم ہو گئی تھی۔ ان کے خلیفہ نے لندن کو اپنا مستقر بنا لیا اور وہیں سے اپنی سرگرمیوں کا دائرہ اپنے وسائل کے ذریعے پوری دنیا میں پھیلا دیا۔ ان کی تبلیغ کا ہدف زیادہ تر وہ مسلمان ہیں، جو دین اسلام کی تعلیمات سے پوری طرح واقف نہیں۔ آزادی سے قبل مشرقی پنجاب میں واقع قادیان مرزائیوں کا مرکز تھا۔ یہ مرکز محدود پیمانے پر اب بھی قائم ہے۔ جناب خورشید عالم ہمیں بتا رہے ہیں کہ بھارت میں مرزائیوں کی تبلیغی سرگرمیوں کا دائرہ کتنا وسیع ہو گیا ہے اور وہ مختلف مقامات پر کتنے بڑے پیمانے پر کام کر رہے ہیں۔ فاضل مقالہ نگار نے مرزائیوں کے خلاف اسلام عقائد پر بحث کے علاوہ بہت سی چشم کشا باتوں کا انکشاف کیا ہے۔ جناب خورشید عالم نے ہمیں یہ مضمون دہلی (بھارت) سے ارسال کیا ہے اور مقصد یہ ہے کہ مرزائیت کے باطل پروپیگنڈے کے اثرات زائل کیے جا سکیں۔

نئی دہلی کے تغلق آباد انسٹی ٹیوشنل علاقے میں مشہور بترا (Battra) ہسپتال کے سامنے، ویمن انسٹی ٹیوٹ سے متصل ایک مینار کی خوبصورت سی مسجد کی پیشانی پر کلمہ طیبہ کی عبارت کا بورڈ آویزاں ہے۔ ایک غیر مسلم علاقے میں اس خوبصورت مسجد کی موجودگی اس علاقہ میں گشت کرنے والوں کو اپنی طرف راغب کرتی ہے بالخصوص یہ مسجد مسلمانوں کو نماز کے لیے اندر آنے کی خاموش دعوت دیتی ہے لیکن جیسے ہی وہ پہنچتا ہے تو مسجد کی دیوار پر لگے ہوئے بورڈ کے یہ الفاظ "مسجد بیت المہدیٰ و ایوان المہدیٰ، احمدیہ مسلم مشن۔" اس کے بڑھتے ہوئے قدموں کو یکلخت روک دیتے ہیں۔ اس کا ذہن فوراً قادیانیوں کی سازشوں، اسلام کی پیٹھ میں چھرا گھونپنے کی ان کی کوششوں اور صیہونیوں کے ساتھ ان کی سازباز کی طرف مڑ جاتا ہے۔

بیت المہدیٰ و ایوان المہدیٰ میں خانہ کعبہ اور مسجد نبویؐ کی قد آدم تصاویر دلکش فریموں میں لگی ہوئی ہیں۔ دیواروں پر مختلف آسمانی کتب کی عبارتیں اور حوالہ جات نیز احادیث کا ترجمہ آویزاں ہے اور یہ اندر آنے والوں کے لیے بے پناہ کشش و جاذبیت رکھتا ہے۔ مکہ و مدینہ کی تصاویر و دیگر عبارتوں سے عام آدمی کو یہ گمان نہیں ہوتا کہ یہ وہی طبقہ ہے جس کو اسلام سے خارج کیا گیا ہے، حتیٰ کہ تہذیب و معاشرت سے بھی اس کی علیحدہ شناخت کا اظہار نہیں ہوتا لیکن حقیقت یہ ہے کہ عمارت جو ۱۹۸۸ء میں تعمیر ہوئی تھی، اس علاقے میں احمدیہ جماعت کا مرکزی دفتر ہے۔

چند ماہ قبل احمدیہ جماعت کی طرف سے لندن میں قائم مسلم ٹیلی ویژن کی نشریات کا آغاز ہوا ہے جس نے عالم اسلام میں اضطراب و بے چینی کی ایک لہر پیدا کر دی ہے۔ مسلم ٹیلی ویژن کی یہ نشریات ایک عام آدمی کو اس کا احساس ہی نہیں ہونے دیتیں کہ یہ قادیانی پروپیگنڈا ہے۔ سامع اس غلط فہمی میں مبتلا ہو جاتا ہے کہ یہ پروگرام کسی اسلامی ایجنسی کے تحت نشر کیا جا رہا ہے۔ اس طرح دھیرے دھیرے یہ طبقہ اپنا زہر سامع کے ذہن میں سرایت کر دیتا ہے۔ ایک طرف اس صورت حال کے تدارک کے لیے مسلمانوں کے ارباب حل و عقد پوری دنیا میں بالعموم اور برصغیر میں بالخصوص کسی

انجمن مبلغین وغیرہ کا قیام عمل میں آیا۔

دوسرے خلیفہ کی حیثیت سے ۱۴ مارچ ۱۹۱۴ء کو مرزا بشیر الدین محمود احمد کا انتخاب ہوا جو اکاون سال آٹھ ماہ تک خلافت کے فرائض انجام دیتے رہے۔ اپنے دور میں انہوں نے وقف جدید کی تحریک شروع کی تاکہ ہندوستان کے ہر شہر اور ہر دیہات میں احمدی مبلغین تبلیغ و تربیت کا کام سنبھال سکیں۔

۱۹۴۷ء میں برصغیر کی تقسیم کے وقت احمدیہ جماعت کے ہزاروں افراد "نقل مکانی" کر گئے۔ انہوں نے صوبہ پنجاب میں دریائے چناب کے کنارے ایک نیا مرکز تعمیر کیا جو ربوہ کے نام سے مشہور ہے۔ ۹ نومبر ۱۹۶۵ء کو نئے مرکز کی مبارک مسجد میں تیسرے خلیفہ مرزا ناصر احمد کو "مجلس انتخاب خلافت" نے بالاتفاق منتخب کیا۔ ان کے انتقال کے بعد ۱۰ جون ۱۹۸۲ء کو چوتھے خلیفہ مرزا طاہر احمد کا انتخاب عمل میں آیا۔

پروفیسر غفور احمد سابق ممبر پارلیمنٹ (پاکستان) نے رابطہ عالمی اسلامی (مکہ مکرمہ) میں یکم محرم ۱۳۹۵ھ کو جو مقالہ پیش کیا تھا اس میں انہوں نے بتایا: "پاکستانی پارلیمنٹ میں قادیانیت پر مباحثہ کے دوران یہ امر مترشح ہوا کہ قادیانی دو فرقوں میں بٹے ہوئے ہیں۔ ایک فرقہ قادیانی جماعت کے نام سے مشہور ہے جس کا روحانی مرکز "ربوہ" ہے اور جن کے پیشوا مرزا غلام احمد قادیانی کے پوتے مرزا ناصر احمد ہیں جبکہ دوسرے فرقے کو "لاہوری جماعت" کہتے ہیں جس کا مرکز لاہور ہے اور جس کے مذہبی مقتدا صدر الدین ہیں۔ دونوں فرقوں نے اپنے اپنے خیالات تحریری و کتابی صورت میں پیش کیے۔ پارلیمنٹ نے آخر میں یہ نتیجہ اخذ کیا کہ قادیانیوں اور لاہوریوں میں کوئی خاص فرق نہیں۔"

۱۹۷۴ء میں حکومت پاکستان نے احمدیہ جماعت پر مقدمہ چلایا۔ اس مقدمے میں بنیادی نقطہ "ختم نبوت" کا تھا جس پر بحث کی۔ حجت تمام کرنے کے بعد پاکستانی پارلیمنٹ اور پاکستانی سپریم کورٹ نے قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دے دیا چنانچہ ۱۹۸۴ء "اینٹی احمدیہ صدارتی آرڈی ننس" جاری کیا گیا۔

قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کا فیصلہ ذوالفقار علی بھٹو کے دور حکومت میں ہوا۔ اس کے فوراً بعد چوتھے خلیفہ نے پاکستان سے راہ فرار اختیار کی اور لندن میں سکونت اختیار کر لی۔ قادیانیت کا صدر دفتر لندن میں قائم کیا جسے اسلام آباد (لندن) کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ گویا یہاں بھی اصلی اسلام آباد (پاکستان) کی نقل میں اسلام آباد (لندن) قائم کیا گیا ہے۔

مسلم ٹیلی ویژن اور اسرائیلی رشتہ

۷ جنوری ۱۹۹۴ء سے لندن سے سیٹلائٹ اور دنیا بھر میں ڈش انٹینا کے ذریعہ قادیانیوں کے پروگرام پیش کیے جا رہے ہیں۔ یہ پروگرام روس کے اشتراک و تعاون سے شروع ہوا ہے۔ ایشیا کے لیے مسلم ٹیلی ویژن کی نشریات کا وقت صبح ساڑھے دس بجے سے رات ساڑھے بارہ بجے تک ہے۔ اس ٹی وی پروگرام میں قادیانیوں کی تعلیمات اور موجودہ خلیفہ طاہر احمد کی تقریر اور جمعہ کے خطبوں کے علاوہ مختلف پروگرام نشر کیے جاتے ہیں۔ شام کو پروگرام "ملاقات" میں خلیفہ خود خطوط کے جواب دیتے ہیں۔ احمدیہ مشن کے مطابق جو لوگ خلیفہ کو خط بھیجتے ہیں وہ ساتھ میں تحفے بھی بھیجتے ہیں۔ اس طرح اتنا فنڈ اکٹھا ہو گیا ہے کہ ایک سال بغیر کسی پریشانی کے مسلم ٹیلی ویژن اپنا پروگرام پیش کر سکتا ہے۔ لندن کا یہ مسلم ٹیلی ویژن بیک وقت ۷ زبانوں میں پروگرام نشر کرتا ہے۔ فرانسیسی، بنگلہ، انگریزی، اردو، اسپینی اور بوسنیا کے لیے بوسنیائی زبان میں پروگرام نشر ہوتا ہے۔ پروگرام کا عربی زبان میں بھی ساتھ ساتھ ترجمہ ہوتا رہتا ہے۔ واضح رہے کہ چند ماہ قبل ہی سعودی عرب نے ڈش انٹینا پر پابندی لگا دی تھی۔ اس کے علاوہ ہندوستان میں بھی مسلمانوں کے باشعور طبقہ نے الیکٹرانک میڈیا کے ذریعہ کی جانے والی اس خطرناک سازش سے مسلمانوں کو آگاہ کیا۔

دہلی میں تغلق آباد میں واقع احمدیہ مشن کے سینٹر میں ڈش انٹینا لگا ہوا ہے جس کے ذریعہ اطراف میں بسنے والوں کو کیبل کے ذریعہ مسلم ٹیلی ویژن کے پروگرام کی سہولت بہم پہنچائی جاتی ہے۔ نوائیڈا کے سیکٹر ۱۲، جنک پوری اور عثمان پور میں اسی طرز پر ڈش انٹینا لگانے کا پروگرام ہے۔ اتنے بڑے پیمانے پر سیٹلائٹ چینل کے ذریعہ جو پروپیگنڈا کیا جا رہا ہے، اس کے لیے رقم کہاں سے آتی ہے؟ جماعت کے ذمہ دار حضرات کا کہنا

مناسب لائحہ عمل تک پہنچنے کی کوشش میں سرگرداں ہیں تو دوسری جانب ان نشریات نے احمدیوں کے عزائم و حوصلوں کو بھی خاصا بلند کر دیا ہے۔

احمدیہ جماعت کے تانے بانے اسرائیل، جرمنی اور لندن سے جا ملتے ہیں۔ خود ہندوستان کی فاشسٹ تنظیموں کے مقاصد اور قادیانیوں کے عزائم میں کافی قربت پائی جاتی ہے۔ فسطائیت سے قادیانیوں کے رشتہ کا پتہ ڈاکٹر شنکر داس مہرا کے ایک مضمون کے اس اقتباس سے ہوتا ہے جو اخبار "بندے ماترم" کی ۲۲ر اپریل ۱۹۳۲ء کی اشاعت میں شائع ہوا:

"ہندوستان کے مسلمان اپنے آپ کو ایک علیحدہ قوم تصور کرتے ہیں اور وہ اب بھی اسلامی وطن کا گیت گاتے ہیں اور اس پر اپنی جانیں نچھاور کرنے کو بے تاب ہیں۔ ان مسلمانوں کا اگر بس چلے تو وہ اس بھارت کو عرب میں تبدیل کر دیں لیکن اس تاریکی اور ناامیدی کی حالت میں قادیانیت امید کی کرن بن کر ابھری ہے جس سے ہمارے دلوں کو سکون اور اطمینان نصیب ہوا ہے۔"

ڈاکٹر مہرا مزید لکھتے ہیں:

"جس شخص نے بھی قادیانی مذہب اختیار کیا اس کا تعلق محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت سے ختم ہو گیا بلکہ دین اسلام سے متعلق اس کے نظریات ہی بدل گئے اور یہی وجہ ہے کہ مسلمان قادیانیت کی مخالفت کر رہے ہیں کیونکہ انھیں معلوم ہے کہ یہی وہ تحریک ہے جو اسلامی عقائد کے لیے چیلنج بن سکتی ہے، جب کہ یہ تحریک ہمارے لیے عین مسرت اور خوشی کا باعث ہے۔"

ایک طرف فاشسٹ طاقتیں اپنی جارحیت کے ذریعہ مسلمانوں کے اسلامی تشخص کو ختم کرنے کے درپے ہیں تو دوسری طرف قادیانی کتاب و سنت کی گمراہ کن تشریح و تعبیر سے عام مسلمانوں کو، جو قادیانیت کے فتنے سے پوری طرح واقف نہیں، فلسفیانہ اصطلاحات میں الجھا کر اسلام سے دور اور قادیانیت سے قریب کرنے کی مذموم کوشش کر رہے ہیں، یعنی وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کے بجائے ان کے خود ساختہ نبی پر ایمان لائیں اور قادیان کو اتنا مبارک و متبرک سمجھیں کہ وہ مکہ و مدینہ کے متوازی درجہ اختیار کر لے۔

انگریزوں کے دور اقتدار میں قادیانیت کے پھیلنے کی ایک وجہ انگریز سامراجیت کی پشت پناہی تھی۔ اس وقت قادیانیت کے فروغ کو حکومت ہند کی جو سرپرستی حاصل ہے، اس کا ثبوت ۱۹۸۹ء کے صد سالہ احمدیہ مسلم مشن کے جشن تشکر سے عیاں ہے جس میں حکومتی سطح کے اعلیٰ عہدیداران شریک ہوئے۔ ان میں ایک اہم شخص سابق ملٹری کمانڈر جنرل ٹی این رائنا بھی تھے، اس وقت کے صدر جمہوریہ وینکٹ رامن اور سابق صدر گیانی ذیل سنگھ وغیرہ نے تہنیتی پیغامات بھیجے اور اعتراف کیا کہ احمدیہ جماعت امن پسند اور قانون کا احترام کرنے والی جماعت ہے۔ گیانی ذیل سنگھ جی تو احمدیہ جماعت کی تعریف و توصیف میں یہاں تک کہہ گئے:

"احمدیہ جماعت دوسرے مسلمانوں کی بہ نسبت زیادہ وسیع القلب اور حقیقت پسند اصول اپناتی ہے۔"

قادیانی تحریک کی ابتدا

آج سے تقریباً سوا سو سال قبل مرزا غلام احمد قادیانی نے یہ دعویٰ کیا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے انھیں اس زمانے کی اصلاح کے لیے مامور کیا ہے اور وہ مہدی آخری الزماں، مسیح موعود ہیں۔

پنجاب کے ضلع گرداسپور کے قصبہ قادیان میں مرزا غلام احمد کی تحریک پر اس جماعت کی تشکیل عمل میں آئی۔ لدھیانہ کے مقام پر چالیس افراد نے بیعت کی اور اس طرح سلسلہ احمدیہ کی بنیاد رکھی گئی۔ ۱۹۰۰ء میں "بانی تحریک" نے اس جماعت کا نام "جماعت احمدیہ" رکھا تاکہ یہ جماعت امام مہدی کی جماعت اور دوسرے عام مسلمانوں سے ممتاز رہے۔ مرزا غلام احمد کے انتقال پر جماعت میں خلافت کا نظام قائم ہوا۔ واضح رہے کہ خلیفہ کے انتخاب کے لیے مجلس شوریٰ ہوتی ہے۔ جب تک مرزا غلام احمد قادیانی کے زمانے کے لوگ زندہ رہے انھیں مجلس شوریٰ میں لازماً رکھا جاتا رہا۔ انھیں صحابی کہا جاتا تھا۔ اس کے علاوہ مختلف علاقوں کے امرا بعض مرکزی دفاتر کے سیکریٹریز بھی شوریٰ میں شامل ہوتے ہیں۔ دعا کے بعد باہمی صلاح و مشورے سے اتفاق رائے یا کثرت آرا کی بنیاد پر انتخاب عمل میں آتا ہے۔ ۲۷ مئی ۱۹۰۸ء کو نور الدین خلیفہ اول منتخب ہوئے۔ ان کے دور میں قرآن کا انگریزی ترجمہ ہوا اور تبلیغ کے لیے

ہے: "مشن کے بیشتر اخراجات جرمنی اور لندن کے خدام پورا کرتے ہیں۔" بوسنیا میں دیکھ بھال کا کام یہی دو یونٹیں انجام دیتی ہیں۔ سعودی عرب کے روزنامہ سعودی گزٹ (مورخہ یکم اپریل ۱۹۹۴ء) کی شائع شدہ خبر کے مطابق احمدیہ جماعت کو ۱۹۸۶ء میں اسرائیل کے وزیراعظم چین ہیروز نے ایک ملین امریکی ڈالر کی رقم مشن کے مقاصد کی تکمیل کے لیے دی تھی۔ اس خبر نے احمدیہ جماعت کے عزائم و منصوبوں کے ساتھ ساتھ صیہونی طاقتوں سے ان کے رشتوں کو بھی ظاہر کر دیا ہے۔

ہندوستان میں سرگرمیاں

تغلق آباد کی نئی عمارت سے قبل احمدیہ جماعت کا آفس دریا گنج میں واقع کستوربا گاندھی ہسپتال کی پشت پر تھا۔ اس وقت قادیان کے علاوہ ربوہ (پاکستان) اور اسلام آباد (لندن) اہم مراکز ہیں جب کہ دہلی سری نگر میں ان کے سینٹر قائم ہیں۔ پونچھ، بھدروا، راجوڑی، جامع جموں شہر، مالیر کوٹلہ (پنجاب) شاہجہان پور، کانپور، لکھنؤ، صالح نگر (متھرا کے پاس)، بنارس، کالی کٹ، کوچین، حیدر آباد، یادگیر، ورنگل، شموگا، سکندر آباد، چنتا کونتا، بنگلور، مدراس، کیرالہ وغیرہ اور ملک کے دیگر مقامات پر بھی ان کے مراکز قائم ہیں۔ ان مراکز کی تعداد تقریباً ۲۶۰ ہے۔ پڑوسی ممالک بھوٹان، نیپال اور مالدیپ میں احمدیہ مشن نے نئے مراکز کھولے ہیں۔

سری نگر سے ماہنامہ فرقان، قادیان سے پندرہ روزہ بدر اور مشکوٰۃ، کلکتہ سے بنگلہ زبان میں البشریٰ، مدراس سے تمل زبان اور کالی کٹ سے ملیالم زبان میں رسائل و جرائد نکلتے ہیں۔ تقریباً ۱۵ میگزین و رسائل ملک کے مختلف حصوں سے شائع ہوتے ہیں۔

کام کی تقسیم کو آسان بنانے کے لیے ملک کو کئی حصوں (Zones) میں تقسیم کیا گیا ہے۔ ہر زون کی سطح پر سالانہ اجتماع منعقد ہوتا ہے جبکہ مرکزی جلسہ قادیان میں ہوتا ہے جس میں شرکاء کی تعداد تقریباً ۲۰ ہزار تک ہوتی ہے۔ اس موقع پر اگر خلیفہ کی شرکت یقینی ہو تو شرکاء کی تعداد میں اضافہ بھی ہو جاتا ہے۔ اس وقت ملک بھر میں اس جماعت کے تقریباً ایک لاکھ ارکان ہیں جبکہ خواتین ممبروں کی تعداد صرف ۱۰۰ ہے۔

اس سوال پر کہ اس رفتار سے کام کرتے ہوئے دنیا میں قادیانیت برپا کرنے کے لیے کتنا وقت درکار ہے، دہلی کے مشنری انچارج بانی قادیانیت مرزا غلام احمد کی اس پیش گوئی کا حوالہ دیتے ہیں:

"۲۰۰ سال کے اندر ترقی ہوگی ابھی تو ۱۲۵ سال ہی ہوئے ہیں۔"

ملک میں پھیلے ہوئے احمدیہ مراکز میں سری نگر اور دہلی کے مراکز خصوصی اہمیت کے حامل ہیں۔ سری نگر میں اہم افراد و شخصیات کے پتے حاصل کر کے ان کو گاہ بگاہ خطوط لکھ کر مشن کی دعوت دی جاتی ہے۔ مشن کا دعویٰ ہے کہ "کشمیریوں کی ایک قابل لحاظ تعداد لٹریچر اور عقائد سے متاثر بھی ہو رہی ہے۔" اس دعوے میں کتنی صداقت ہے یہ تو معلوم نہیں البتہ یہ ضرور ہے کہ دہلی کے مشنری انچارج عبدالرشید ضیا خود ڈوگرہ کشمیری ہیں۔ دہلی میں واقع احمدیہ جماعت کا مرکز ملک کے مختلف شہروں اور دیہاتوں میں کام کو منظم کرنے اور ان کی دیکھ بھال کا کام بھی انجام دیتا ہے۔

یہ بات قابل غور ہے کہ قادیانیوں کے مراکز ان علاقوں میں ہی پائے جاتے ہیں جہاں مسلمانوں کی اکثریت ہوتی ہے، مثلاً کیرالہ، جہاں مسلمانوں میں دینی، تعلیمی، اخلاقی قدریں بدرجہ اتم موجود ہیں۔ قادیانی حضرات مسلمانوں جیسا لباس پہنتے اور طرز معاشرت اختیار کرتے ہیں۔ قرآن و حدیث کے ترجمے و تشریحات نیز کلمہ طیبہ اور آخری نبیؐ پر ایمان لانے اور ان کے خاتم النبینؐ ہونے کا "دعویٰ" سادہ لوح، کم علم اور جاہل مسلمانوں کو گمراہ کرنے کے لیے کافی ہوتا ہے۔ کبھی کبھی مالی دباؤ کے علاوہ دوسرے ناجائز ذرائع بھی استعمال کیے جاتے ہیں۔

سلمہ خاتون کا واقعہ بھی اس سلسلے کی ایک کڑی ہے، وہ جنک پوری کے ایک مکان میں کرائے پر رہائش پذیر تھیں۔ اتفاق سے وہ مکان کسی قادیانی کا تھا۔ خاتون سے یہ کہا گیا کہ "وہ قادیانیت قبول کرلیں تو نہ صرف کرائے میں چھوٹ دی جائے گی بلکہ ان کی ہر ممکن طریقے سے مدد بھی کی جائے گی۔ بصورت دیگر وہ مکان خالی کر دیں۔" واضح رہے کہ یہ ایک غریب خاتون تھیں جن کے ۴ بچے تھے۔ سلمیٰ خاتون گھریلو کام کاج کر کے گزارہ کرتی تھیں۔ اس علاقہ میں قادیانیوں کے اور بھی

مکانات کرایہ پر ہیں۔ بعض کرایہ داروں نے تو اولاً جبرو لاعلمی میں قادیانیت قبول کرلی لیکن بعض نے انکار کر دیا۔ نتیجہ میں ان کو اپنا مکان خالی کرنا پڑا۔ مشنری انچارج عبدالرشید اس طرح کے کسی بھی واقعے کا انکار کرتے ہیں۔ احمدیہ جماعت کی سرگرمیوں سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ تقسیم ملک کے بعد اس کی سرگرمیوں میں اضافہ ہوا ہے۔ اس کی ایک بڑی وجہ سرکاری سرپرستی ہے۔

ملک کی بعض انتہائی اہم اور ذمہ دار شخصیات نے قادیان کا دورہ کیا ہے۔ ۱۹۹۲ء میں ایشین کھیلوں کے موقع پر دہلی میں احمدیہ جماعت کی طرف سے تبلیغی لٹریچر بھی تقسیم کیا گیا تھا۔

۱۸ تا ۲۰ دسمبر ۱۹۸۸ء قادیان میں احمدیہ جماعت کا "صد سالہ مسلم جشن تشکر" منعقد ہوا۔ یہ وہ وقت تھا جب پورے ملک بالخصوص پنجاب میں شورش اور طوفان برپا تھا۔ اس کے پیش نظر پنجاب میں غیر ملکیوں کا داخلہ ممنوع تھا۔ اس کے باوجود صد سالہ جشن میں شرکت کے لیے آنے والے غیر ملکیوں کو پنجاب جانے کے لیے حکومت ہند کی طرف سے خصوصی اجازت دی گئی۔ اس موقع پر جرمنی و دیگر ملکوں کے خدام شریک ہوئے۔

قادیانی مسلمانوں کے کسی بھی ملی و سیاسی مسئلہ میں دلچسپی نہیں لیتے اور نہ ہی شریک ہوتے ہیں خواہ وہ شریعت کے تحفظ کا معاملہ ہو یا بابری مسجد کا۔ گو کہ بابری مسجد کے سوال پر ان کا یہ دعویٰ ہے کہ "ہمارے خلیفہ نے لندن سے وزیراعظم ہند کو خط لکھا تھا کہ بابری مسجد اس کے اصل مقام پر تعمیر کی جائے۔" طلاق کے مسئلہ میں وہ اہلحدیث مسلک کی حمایت کرتے ہیں۔ قادیانی عالم اسلام کو شدید تنقید کا نشانہ بناتے ہیں۔ دہلی مشن کے انچارج عبدالرشید کے مطابق "عالم اسلام شتر بے مہار ہے۔ ان کا کوئی قائد نہیں جبکہ ہمارے پاس ایک قائد موجود ہے۔"

قادیانیوں کے سیاسی عزائم

قادیانیوں کے سیاسی عزائم کو سمجھنے کے لیے ماضی کی طرف پلٹنا ضروری ہے۔ اس وقت اس جماعت نے کسی ایک صوبے کو نہیں بلکہ پورے ملک کو حاصل کرنے کا منصوبہ بنایا تھا۔ ۲۳ مارچ کو پاکستانی حکومت اور اس کے باشندے "قومی دن" کے طور مناتے ہیں۔ ۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء کو مسلمانان ہند نے پاکستان کی قرارداد منظور کی تھی۔ ٹھیک ۵۲ سال قبل یعنی ۲۳ مارچ ۱۸۸۹ء کو مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی نبوت کا اعلان کیا تھا۔ اس دن کو قادیانی اپنا "یوم تاسیس" قرار دیتے ہیں۔

تقسیم ملک کے بعد ظفراللہ خاں پاکستان کے وزیر خارجہ بنا دیے گئے۔ پاکستانی مسلمانوں کے سخت احتجاج کے باوجود اس وقت کے وزیراعظم خواجہ ناظم الدین نے ظفراللہ خاں کے خلاف کوئی قدم اٹھانے سے انکار کر دیا تھا۔ ظفراللہ خاں کو اس عہدے سے ہٹانے کی صورت میں پاکستان غیر ملکی امداد سے محروم اور غذائی بحران سے دوچار ہو سکتا تھا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ملک کے تمام اہم عہدوں پر قادیانی فائز ہو گئے۔ دیگر شعبوں کا یہ عالم تھا کہ ایک کلرک سے ۲۲ گریڈ تک کے عہدوں پر قادیانی قابض تھے۔ ان لوگوں نے اس طرح کا ماحول بنا دیا کہ نیچے کی سطح پر اگر کوئی قادیانیت قبول کرلیتا تو اس کو ترقی دے دی جاتی تھی۔ وزیر خارجہ ہونے کی وجہ سے ظفر اللہ خاں نے دنیا بھر کے پاکستانی سفارتخانوں کو قادیانی تبلیغ کا مرکز بنا دیا۔ ملٹری اتاشی سے لے کر قونصلر تک ہر سطح پر قادیانیوں کو بھرتی کرکے وزیر خارجہ نے اپنے مذہب سے وفاداری کا ثبوت دیا۔

قادیانی پاکستان کو قادیانیت کی تبلیغ و اشاعت کا مرکز بنانا چاہتے تھے۔ اسی بنا پر انہوں نے پاکستان میں سستے داموں کافی زمین خرید کر ایک مخصوص شہر ربوہ بسایا تھا۔ اس کی باگ ڈور اور سارا نظام قادیانیوں کے ہاتھ میں تھا اور کسی غیر قادیانی کو یہاں زمین خریدنے کی اجازت نہیں تھی۔ ربوہ قادیانیوں کی راجدھانی تھی۔ یہ پاکستان میں قادیانیوں کی ایک آزاد ریاست تھی۔ اسی طرح وہ دھیرے دھیرے پورے پاکستان پر حکومت کرنے کا خواب دیکھ رہے تھے لیکن بھلا ہو ان علماء کرام کا جن کی کوششوں اور جدوجہد کے نتیجہ میں ان کو نہ صرف غیر مسلم قرار دیا گیا بلکہ اسلام دشمن کوششوں کو جاری رکھنے کے لیے انہیں پاکستان سے فرار ہو کر باہر اپنا مرکز بنانا پڑا۔ اب ہندوستان کے علاوہ لندن اور جرمنی ان کے اہم مراکز ہیں۔

احمدیہ جماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام یعنی یسوع مسیح صلیب پر فوت نہیں ہوئے اور

صلیبی موت سے بچ کر وہ ایران و افغانستان سے ہوتے ہوئے کشمیر تشریف لے گئے تھے اور اپنے مشن کی تبلیغ کے بعد وہیں وفات پا گئے۔ آپ کی قبر بقول ان کے سری نگر میں موجود ہے۔ چونکہ مرزا غلام احمد کا دعویٰ تھا کہ وہ مسیح موعود تھے اس مناسبت سے ان کے لیے کشمیر نہ صرف واجب الاحترام ہے بلکہ وہ اس کو حاصل کر کے اپنے دعوے کے حق میں مزید ثبوت بہم پہنچانا چاہتے ہیں۔ بعض محققین کی یہ بھی رائے ہے کہ "مجلس احرار" کے قیام کا مقصد دراصل آزاد کشمیر کی ریاست کا حصول تھا۔ اس مقصد کے حصول کے لیے ۲۵ جولائی ۱۹۳۱ء کو آل انڈیا کشمیر کمیٹی بنائی گئی جس کے ذمہ دار مرزا بشیر الدین محمود تھے لیکن مجلس احرار نے قادیانیوں کی ایک نہ چلنے دی اور تحریک کی قیادت خود سنبھال لی۔ تقسیم ملک کے بعد بھارت میں کل ۳۱۳ افراد قادیان میں رہ گئے تھے لیکن آج نہ صرف قادیان' قادیانیت کی تبلیغ کا مرکز بنا ہوا ہے بلکہ اب بھارت کے کئی شہروں میں بھی قادیانیت کا زہر سرایت کر چکا ہے۔

احمدیہ مشن

دنیا کے ۱۳۷ ممالک میں احمدیہ جماعت کے مراکز قائم ہیں۔ ان سے تقریباً ۱۰۵ کروڑ افراد منسلک ہیں نیز ۳۱۳ مشن مختلف ممالک میں قائم ہیں۔ احمدیہ جماعت اپنے ممبروں کی فکری اور ذہنی تربیت کے لیے دنیا کی مختلف زبانوں میں رسائل و جرائد شائع کرتی ہیں۔ مختلف ممالک کی ۱۷ زبانوں میں ۷۹ اخبارات و رسائل شائع ہوتے ہیں۔

دہلی میں واقع احمدیہ مشن کا دعویٰ ہے کہ "تبلیغ کا کام صرف مسلمانوں میں ہی نہیں بلکہ عیسائیوں اور غیر مسلموں میں بھی ہوتا ہے جس کا ثبوت افریقی ممالک ہیں جہاں کئی لاکھ عیسائی احمدیہ مشن میں داخل ہو چکے ہیں۔ اس کے علاوہ راجستان کے وہ حصے بھی ان کی تبلیغ کا مرکز ہیں جہاں ارتداد کا فتنہ زور پکڑ رہا ہے۔"

دنیا کے مختلف ممالک میں جماعت احمدیہ کے تحت ۳۰۶ اسکول چل رہے ہیں۔ ان میں سے ۳۵ ہائر سیکنڈری سکول' ۴۴ جونیئر سیکنڈری سکول' ۲۱۹ پرائمری اور ۸۵ نرسری اسکول ہیں۔ براعظم افریقہ کے مختلف ممالک میں ۶۵ ہسپتال ہیں۔ مشن انچارج عبدالرشید کے مطابق "سال ۱۹۹۳ء کو "خدمت انسانیت" کا سال قرار دیا گیا جس کے تحت خدمت انسانیت کے خصوصی پروگرام چلائے گئے۔ بوسنیا اور بھارت کے مظلوموں اور صومالیہ و افریقہ کے قحط زدہ ممالک میں امداد پہنچائی گئی۔" بھارت کے کن مظلوموں کو اور کہاں امداد پہنچائی گئی یہ بتانے سے وہ قاصر رہے۔

احمدیہ مشن کی شائع شدہ رپورٹ میں یہ دعویٰ کیا گیا ہے کہ اس نے قرآن کریم کی منتخب سورتوں جیسے اسلام کی بنیادی تعلیمات' نماز' روزہ' حج' زکوٰۃ' انفاق فی سبیل اللہ وغیرہ کا دنیا کی ۱۱۷ زبانوں میں ترجمہ کیا ہے۔ ان منتخب سورتوں کی تعداد ۳۰۰ کے قریب ہے۔ اس کے علاوہ احادیث رسولؐ کا ترجمہ بھی اسی ترتیب سے اتنی ہی زبانوں میں شائع کیا گیا ہے۔ دنیا کی ۵۰ زبانوں میں قرآن کریم کا مکمل ترجمہ بھی کیا جا چکا ہے۔ مزید ۹ زبانوں میں ترجمہ قرآن زیر طبع ہے اور ۲۷ زبانوں میں ترجمہ کا کام جاری ہے جب کہ سو زبانوں میں قرآن کریم کا مکمل ترجمہ مع تفسیری نوٹ کے شائع کرنے کا منصوبہ ہے۔ نیز بانی احمدیہ جماعت کی منتخب تحریرات (Selected Writings) کا دنیا کی ۵۰ زبانوں میں ترجمہ کیا گیا ہے۔ قرآن مجید کے ترجموں کی سند اور صداقت کے بارے میں ایک سوال کے جواب میں مشن انچارج کہتے ہیں:

"مسلمانوں کے مختلف علماء نے جو ترجمے کیے ہیں ان کی سند کے تعلق سے بھی تو مسلمانوں میں بے اطمینانی پائی جاتی ہے۔"

تنظیمی ڈھانچہ

احمدیہ جماعت کے تنظیمی ڈھانچے میں صرف ممبر شپ ہوتی ہے۔ ہمدرد یا معاون وغیرہ کا کوئی خانہ نہیں ہوتا۔ ممبر شپ کے لیے آدمی کو اپنے قائد کے ہاتھ پر بیعت کرنی ہوتی ہے جس کے بعد وہ چند باتوں کا اعلان کر کے باضابطہ ممبر بنا لیا جاتا ہے۔ ۴۰ سے زائد عمر کے لوگوں کے لیے ایک مخصوص اصطلاح "انصار اللہ" ہے۔ ہر ممبر کے لیے لازم ہے کہ وہ نماز جمعہ مشن کے مرکز میں ہی ادا کرے کیونکہ اور کسی مسجد میں اس کی نماز نہیں ہو سکتی البتہ اگر دو تین ساتھی کسی مقام پر ہیں اور بعض ناگزیر وجوہات کی بنا پر وہ مرکز نہیں پہنچ سکتے تو

انہیں الگ سے نماز ادا کرنے کی اجازت ہے۔

ہر ممبر کے لیے لازم ہے کہ وہ اپنی کل آمدنی کا ۱/۶ فیصد حصہ مشن کو اشاعت اسلام کے لیے دے جبکہ زکوٰۃ' صدقات' فطرہ وغیرہ کا اس سے کوئی تعلق نہیں' البتہ بعض ممبران ایسے بھی ہیں جو اپنی آمدنی کا ۱۰/۱ حصہ ہر ماہ دیتے ہیں اور اگر کوئی ممبر تین ماہ تک اپنی آمدنی کا حصہ مشن کو نہیں دیتا تو وہ قادیانیوں کے زمرے سے نکال دیا جاتا ہے۔ تفصیلات بتاتے ہوئے مشنری انچارج عبدالرشید کہتے ہیں: "کسی بھی ممبر کے بینک اکاؤنٹ پر جو سود ملتا ہے اس کا استعمال اشاعت اسلام کے واسطے لٹریچر کی اشاعت و تقسیم کے لیے کیا جاتا ہے' البتہ کوئی ممبر خود سود نہیں لے سکتا۔" یہ سوال کرنے پر کہ قرآن شریف کی طباعت میں بھی سودی رقم استعمال کی جاتی ہے۔ لمحہ بھر کے توقف کے بعد مشنری انچارج نے کہا: "قرآن کو چھاپنے کے لئے تو بعض اصحاب رقومات دیتے ہیں۔ خود احمدیہ مشن بھی اپنے پاس جمع شدہ سرمائے سے یونٹ ٹرسٹ آف انڈیا کے شیئرز خریدتا ہے کیونکہ ان شیئرز کے بارے میں ان کی رائے یہ ہے کہ یہ سودی کاروبار نہیں۔"

طریقہ کار

احمدیہ جماعت سے عوام کو متعارف کرانے اور اس کے قریب کرنے کے لیے مشن بڑے منظم طریقے پر کام کرتا ہے۔ ہر ماہ تعلیم یافتہ افراد تک پہنچ کر انہیں احمدیہ جماعت اور اس کے پیغام سے متعارف کرایا جاتا ہے۔ افراد تک رسائی حاصل کرنے کے مختلف طریقے اختیار کیے جاتے ہیں جیسا کہ مشنری انچارج نے جموں و کشمیر کے علاقے ڈوگرہ میں کیا۔ سب سے پہلے انہوں نے ڈوگرہ زبان جاننے والوں کے بارے میں معلومات حاصل کیں پھر مقامی ڈائریکٹری سے ان کے پتے نوٹ کیے۔ ریڈیو اسٹیشن سے یہ معلوم کیا کہ ڈوگرہ زبان میں کون کون لوگ پروگرام کے لیے بلائے جاتے ہیں۔ ان سب کے پتے حاصل کرکے ان تمام لوگوں کو خطوط لکھے گئے اور ڈوگرہ زبان میں تیار لٹریچر کے ذریعہ وفد کی شکل میں ان سے ملاقاتیں کی گئیں۔ اس کے علاوہ مشن کے ممبران انفرادی طور پر تعلقات قائم کرکے لوگوں تک مشن کی دعوت پہنچاتے ہیں۔

تبلیغ

دہلی مشن کے انچارج کو اس بات کا اعتراف ہے کہ مسلمانوں میں تبلیغ کے سلسلے میں حکومت پاکستان کا قادیانیوں کو کافر قرار دینے والا فیصلہ دشواری پیدا کرتا ہے' تاہم وہ اس کی تاویل کرتے ہوئے کہتے ہیں "خود مسلمانوں کے تمام فرقے ایک دوسرے کو کافر کہتے ہیں پھر اگر وہ سب مل کر ہم کو کافر کہیں تو کیا فرق پڑتا ہے۔" قادیانیوں کی مخالفت کے بارے میں مشن انچارج کا خیال ہے کہ "یہ کوئی نیا مسئلہ نہیں بلکہ بانی تحریک نے جب مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا تو اسی وقت سے یہ سلسلہ جاری ہے۔" موصوف پاکستانی فیصلے پر اپنا موقف بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں: "کسی اسمبلی کو یہ حق نہیں کہ وہ کسی کے بارے میں یہ فیصلہ کرے کہ وہ غیر مسلم ہے۔ ہم پاکستانی آئین کے مطابق مسلمان نہیں تاہم اسلام کی رو سے مسلمان ہیں۔" ان کا یہ انکشاف ہے کہ پاکستانی حکومت کا یہ فیصلہ ایک سیاسی فیصلہ ہے چونکہ اس دور میں پاک فوج کے تینوں کمانڈر قادیانی تھے۔ ان کو ہٹانے کے لیے یہ کھیل کھیلا گیا اور قربانی کا احمدیہ جماعت کو بنایا گیا تھا۔"

احمدیہ جماعت کی تبلیغ و اشاعت کا سلسلہ پورے ملک حتیٰ کہ دیہی علاقوں میں بھی جاری ہے' لیکن بعض علاقوں راجستھان' یوپی اور ورنگل (آندھرا پردیش) نیز مضافات قادیان پر خصوصی توجہ دی جا رہی ہے۔ مشن کا دعویٰ ہے کہ اس نے فتنہ ارتداد کے سدباب کے لیے موثر اقدامات کیے ہیں' تاہم اس تائید میں وہ کوئی اعداد و شمار پیش کرنے سے قاصر ہے۔ احمدیہ جماعت کے مشن میں شامل ہونے والوں کو نماز' اذان اور اسلام کی "بنیادی تعلیمات" دی جاتی ہیں جس میں تقریباً ۳ ماہ کا وقت لگتا ہے۔

شعبہ جات

قادیانیت کے فروغ کے لیے جہاں مختلف تنظیمیں قائم ہیں وہیں چند شعبہ جات بھی کام کر رہے ہیں۔

☆ ناظر دعوت و تبلیغ:

اس شعبہ کے تحت مبلغین کا تقرر ہوتا ہے اور ان کو بڑے بڑے شہروں میں متعین کیا جاتا ہے۔ ان

مبلغین کے لیے ۷ کلاس پاس کرنے کے علاوہ عربی زبان میں سند یافتہ ہونا ضروری ہے۔ اس کے لیے ۷ کلاس مکمل کرنے کے بعد پنجاب یونیورسٹی سے آنرس کا کورس کیا جاتا ہے، جس کو عرف عام میں مولوی فاضل کہا جاتا ہے۔

☆ **وقف جدید:**

ملک کے دیہی علاقوں میں تبلیغ کا کام معلمین کرتے ہیں۔ اس کے لیے ریٹائرڈ حضرات یا عام لوگوں کو مامور کیا جاتا ہے، تاہم عام لوگوں کو اس کام کے لیے پانچ، چھ ماہ کے کورس سے گزرنا ہوتا ہے۔ وقف جدید کا شعبہ براہ راست وقف جدید قادیان کے ماتحت ہے۔

☆ **تحریک جدید:**

بیرونی ممالک اور پڑوسی ملکوں جیسے نیپال، بھوٹان، مالدیپ وغیرہ میں تبلیغ کا کام اسی شعبہ کے تحت ہوتا ہے۔ اس شعبہ میں کام کرنے والوں کے لیے مولوی فاضل کی سند ضروری ہے۔

☆ **مدرسہ احمدیہ:**

مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے زیر اہتمام ایک مدرسہ قائم ہے جس میں ۷ سال کا کورس ہوتا ہے یعنی مبتدی، مقتدم، سابق، فائق، فائز اور اسپیشل کلاس۔ ہر کلاس کا امتحان مرکزی نظام کے تحت ہوتا ہے۔ ان کلاسوں میں صحاح ستہ، منطق، منتخب تحریرات و دیگر کتب پڑھائی جاتی ہیں۔ ہندو، سکھ، عیسائی مذاہب وغیرہ کا تقابلی مطالعہ بھی شامل نصاب ہے۔ اسی طرح اطفال کی بھی چار کلاسیں ستارہ اطفال، ہلال اطفال، قمر اطفال اور بدر اطفال ہیں۔

قادیانی دعوت کا دائرہ کار

قادیانیوں کا دعویٰ ہے کہ ان کی دعوت تمام انسانوں کے لیے ہے تاہم ان کا اصل ہدف مسلمان ہی ہیں۔ اپنے بعض عقائد و تعلیمات کی بنا پر مسلمانوں کے اندر گھسنا اور اسلامی اجتماعیت کو "سبوتاژ" کرنا انہیں آسان نظر آتا ہے۔ قادیانیت کے فروغ اور اس کی اشاعت کے پس پشت جو صیہونی اور سامراجی ذہن کام کر رہا ہے اس کا اصل نشانہ اسلام اور اسلامی تعلیمات ہیں۔ تہذیب و معاشرت کی مماثلت کی بنا پر مسلمانوں سے جلد قربت پیدا کی جاسکتی ہے۔

احمدیہ مشن کی پہلی دعوت یہ ہوتی ہے کہ وہ سب سے پہلے بانی تحریک پر ایمان لائے اور بیعت کرکے حلقہ بگوش ہو جائے۔ ایسے شخص کے لیے لازم ہے کہ وہ قادیان کی عزت و تکریم کرے اور قادیان ضرور جائے تاکہ قادیان کی محبت اس کے دل میں جاگزیں ہو سکے۔

اسلام کے رکن حج کا ذکر کرتے ہوئے مشنری انچارج کہتے ہیں کہ یہ ایک اہم رکن ہے، جس کی ادائیگی ضروری ہے۔ چونکہ ہم پر حج کرنے کی پابندی ہے، ہم حج نہیں کرسکتے تاہم وہاں جاکر جو روحانی اور اجتماعی فوائد حاصل ہوسکتے ہیں وہ ہم قادیان جاکر حاصل کرلیتے ہیں۔"

ذیلی تنظیمیں ★ ★ ★

احمدیہ جماعت نے ۵ ذیلی تنظیمیں قائم کی ہیں جو اپنے اپنے میدان میں کام کررہی ہیں۔

☆ **مجلس خدام الاحمدیہ:**

نوجوانوں کی اس تنظیم کا مقصد رفاہی کام ہیں جیسے مشن کی صفائی، محلے میں کسی ضرورت مند کو امداد بہم پہنچانا، کسی گلی کی صفائی کرنا وغیرہ۔

☆ **مجلس انصار اللہ:**

۴۰ سال سے زائد عمر کے لوگوں پر مشتمل مجلس انصار اللہ ہے۔

☆ **مجلس اطفال الاحمدیہ:**

۱۵ سال کی عمر تک کے بچوں پر مشتمل مجلس اطفال الاحمدیہ ہے۔

☆ **مستورات:**

لجنہ اماء اللہ کہلاتی ہیں یعنی اللہ تعالیٰ کی بندیوں کی تنظیم۔ مستورات اپنے بچوں کی تربیت انہی خطوط پر کرتی ہیں تاکہ اگر بچہ کسی وجہ سے ان کے اپنے مدرسہ میں نہ جاسکے تب بھی وہ بچہ نماز اور "اسلامی احکامات" وغیرہ سے کما حقہ واقف ہو جائے۔

☆ **ناظرات الاحمدیہ:**

بچیاں اس ونگ میں شامل ہیں جو ناظرات کہلاتی

ہیں۔

قادیان قادیانیوں کی نظر میں

قادیانیوں کا دعویٰ ہے کہ قادیان مقدس شہر ہے۔ ہفتہ وار "الفضل" نے اپنی ۲۸ مئی ۱۹۱۸ء کی اشاعت میں مرزا بشیرالدین کے حوالے سے لکھا ہے کہ "دنیا میں تین مقدس شہر ہیں اور وہ مکہ' مدینہ اور قادیان ہیں جہاں اللہ تعالیٰ کی تجلیات کا ظہور ہوتا ہے۔" قادیانیوں نے شہر قادیان میں منعقد ہونے والی ۱۹۴۷ء میں پہلی سالانہ کانفرنس کو "حج ظلی" قرار دیا' پھر اسے ہر صاحب استطاعت قادیانی پر فرض کر دیا۔ وہ قادیان کی جامع مسجد کو "مسجد اقصیٰ" سے موسوم کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ وہ مرزا غلام احمد کی بیویوں کو "ازواج مطہرات" اور ان پر ایمان لانے والوں کو صحابہ سے موسوم کرتے ہیں۔ قادیانیوں کا دعویٰ ہے کہ قادیان سے ربوہ نقل مکانی دراصل وہی ہجرت ہے جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی طرف کی تھی۔

جہاد کی منسوخی

ایسے وقت میں جب برصغیر کے مسلمان جذبہ جہاد سے سرشار تھے' صلیبی سامراج نے مسلمانوں کے اس جذبہ ایمانی کے جوش کو ٹھنڈا کرنے کے لیے اس اسلام دشمن تحریک کی سرپرستی کی' جس نے اسلام کے اس اہم رکن جہاد کو ہی منسوخ کر دیا۔ مرزا غلام احمد نے اپنی کتاب "تبلیغ الرسالہ" کے صفحہ ۱۰۷ پر لکھا ہے کہ "جہاد قطعی طور پر حرام ہے اور صلیبی سامراج کی اطاعت فرض ہے۔ میں فریضہ جہاد کی منسوخی اور حرمت کے سلسلے میں فارسی اور عربی زبانوں میں کئی کتابیں لکھ چکا ہوں جس کا دیر سویر ضرور اثر ہوگا اور اس کی از سر نو یقین دہانی کراتا ہوں کہ میں ہی "مسیح موعود" ہوں اور حکومت برطانیہ میری تلوار ہے' اس لیے میری خوشی کا اس وقت ٹھکانہ نہ ہوگا جب بغداد پر مذکورہ حکومت کا راج ہوگا اور میں اس وقت فرط مسرت سے جھوم اٹھوں گا جب ہماری تلوار تمام عرب اور مسلم ملکوں میں چمکے گی۔" اس کے علاوہ مرزا غلام احمد نے کتاب "التبلیغ" کے موضوع بعنوان "براہین احمدیہ" میں لکھا ہے کہ میرے اوپر دس ہزار سے زائد آیتیں نازل ہوئی ہیں اور جو اس کو جھٹلاتا ہے وہ کافر ہے نیز فریضہ حج کو منسوخ کرتے ہوئے شہر "قادیان" کے سفر کو حج قرار دیا ہے۔"

احمدیوں کے چند مخصوص دن

جماعت احمدیہ نے اپنے دعوتی مشن کی ترویج و اشاعت کے لیے مختلف طریقے اختیار کر رکھے ہیں۔ ان میں سال کے کچھ مخصوص دن بھی شامل ہیں جن کو دنیا بھر کے مشن کے مراکز میں بطور یادگار منایا جاتا ہے۔

☆ **۲۳ مارچ یوم تاسیس:** اس موقع پر جلسوں کا اہتمام کیا جاتا ہے جن کے ذریعہ خوف و کوف (چاند گرہن) کے ذریعہ مہدی علیہ السلام کی نشانی پر روشنی ڈالی جاتی ہے۔

☆ **۲۶ مئی یوم خلافت:** مرزا غلام احمد قادیانی کے انتقال پر خلافت کا سلسلہ شروع ہوا۔ اس ضمن میں بطور یادگار یہ دن منایا جاتا ہے۔

☆ **جون میں تاسیس مذاہب دن:** اس موقع پر قادیانی تمام مذاہب کے لوگوں کو اپنے پلیٹ فارم پر اکٹھا کرتے ہیں۔

☆ **نومبر میں یوم تبلیغ:** پوری دنیا میں یوم تبلیغ کے لیے ایک دن مخصوص ہے۔ اس کے لیے اخبارات میں تبلیغی مضامین دیے جاتے ہیں' پمفلٹ شائع کیے جاتے ہیں اور بک اسٹال لگائے جاتے ہیں۔

☆ **۲۰ فروری یوم مسیح موعود:** بانی سلسلہ احمدیہ مرزا غلام احمد قادیانی نے ۱۸۸۶ء میں یہ پیش گوئی کی تھی کہ ۹ سال کے اندر ان کے یہاں ایک بیٹا پیدا ہوگا۔ مرزا غلام احمد کا یہ بیٹا بشیرالدین محمود احمد "احمدیہ جماعت" کا دوسرا خلیفہ تھا۔

قادیانی دعوت کے چند اہم نکات

☆ مذہب کے نام پر تلوار سے جنگ کرنا اس وقت حرام ہے۔ اب جہاد تلوار سے نہیں بلکہ زبان و تحریر و تقریر کے ذریعہ سے ہے۔

☆ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد سے وحی و

الہام کا سلسلہ بند نہیں ہوا بلکہ خدا آج بھی اپنی ہستی کا ثبوت بہم پہنچانے کے لیے اپنے پیاروں سے ہم کلام ہوتا ہے۔ اس طرح وحی و الہام کا سلسلہ تا قیامت جاری ہے۔

☆ شری کرشن، شری رام چندر جی اور مہاتما بدھ وغیرہ خدا کے سچے پیغمبر تھے جو ہر قوم میں خدا کی طرف سے مامور و مبعوث ہوتے رہے ہیں۔ ان پیشوان مذاہب اور مذہبی رہنماؤں کی عزت و احترام ہر ایک پر فرض ہے۔ یہی اسلامی تعلیم ہے۔

☆ حب الوطنی من الایمان کے فرمان نبویؐ کی بنیاد پر حکومت وقت کے ساتھ پوری وفاداری اور فرمانبرداری جماعت احمدیہ کی امتیازی شان ہے۔

(بشکریہ ماہنامہ قومی ڈائجسٹ لاہور مئی ۱۹۹۵ء)

انتخاب مجلس احرار اسلام ملتان

مجلس احرار اسلام ملتان کے کارکنوں کا ایک اجلاس ۲۱ اپریل ۱۹۹۵ء بعد نماز جمعہ دار بنی ہاشم میں منعقد ہوا۔ محترم صوفی نذیر احمد صاحب چوہان نے اجلاس کی صدارت فرمائی۔ سید محمد کفیل بخاری نے تلاوت کلام مجید سے کارروائی کا آغاز کیا اور بعد ازاں حاضر ارکان کے متفقہ فیصلہ سے آئندہ دو سال کے لئے درج ذیل عہدیداروں کا چناؤ کیا گیا۔

صدر: محترم صوفی نذیر احمد چوہان

ناظم: حافظ محمد منیرہ

ناظم نشر و اشاعت: معظم معاویہ

مجلس شوریٰ: سید محمد کفیل بخاری، صوفی نذیر احمد، شیخ بشیر احمد، چودھری عبدالستار، حافظ نور احمد، حافظ رحیم بخش، سعید احمد، حبیب احمد، شیخ فضل الرحمن، محمد فضل صاحب، حکیم محمد حذیفہ، مجاہد الرحمن، محمد دین، محمد عبداللہ۔

مرکزی نمائندہ: سید محمد کفیل بخاری، صوفی نذیر احمد، بشیر احمد

اجلاس میں اس تجویز پر اتفاق کیا گیا کہ ہر ماہ مقامی سطح پر کارکنوں کا ایک بھرپور اجلاس منعقد کرنے کا اہتمام کیا جائے گا۔

فدائے احرار، عظیم مجاہد آزادی
مولانا محمد گل شیر شہید
مؤلف محمد عمر فاروق : قیمت /۱۵۰ روپے

صاحب طرز ادیب، مفکر احرار
چودھری افضل حق رحمہ اللہ کی
نایاب اور اہم کتاب "شعور"
قیمت — ۳۵ روپے

اہم اعلان

بانی جمعیت المجاہدین، مجدّد جہاد حضرت مولانا محمد مسعود علوی شہید (ابن حضرت علامہ محمد شریف کشمیری رحمۃ اللہ علیہ) کی سراپا جہد و آزمائش اور دعوت وجہاد میں مصروف زندگی پر ایک مستقل کتاب انشاء اللہ عنقریب شائع کی جارہی ہے۔

مولانا شہید سے تعلق رکھنے والے مجاہدین، علماء کرام، طلباء اور متوسلین سے درخواست ہے کہ وہ اپنی یادوں کے حوالہ سے تحریری تعاون فرمائیں۔ اگر کسی کے پاس دستاویزی ریکارڈ یا مولانا شہید کی اپنی تحریرات، خطوط وغیرہ موجود ہوں تو اصل یا فوٹو سٹیٹ بھجوا کر ممنون فرمائیں، اصل مسودہ بعد استفادہ واپس کر دیا جائے گا۔

عنوان مراسلت: حافظ احمد معاویہ (تلمیذ مولانا شہید)

دار العلوم ختم نبوت، جامع مسجد بلاک نمبر ۱۲..... چیچاوطنی ضلع ساہیوال۔

مسجد احرار، ربوہ کا نیا فون نمبر

(04524) 211523 ~~886~~

ضیغمِ احرار

شیخ حسام الدین

مجلسِ احرار کے صفِ اول کے راہنما اور عظیم مجاہدِ آزادی کے

سوانح، افکار، خدمات

قیمت =/10 روپے

بخاری اکیڈمی مہربان کالونی ملتان۔

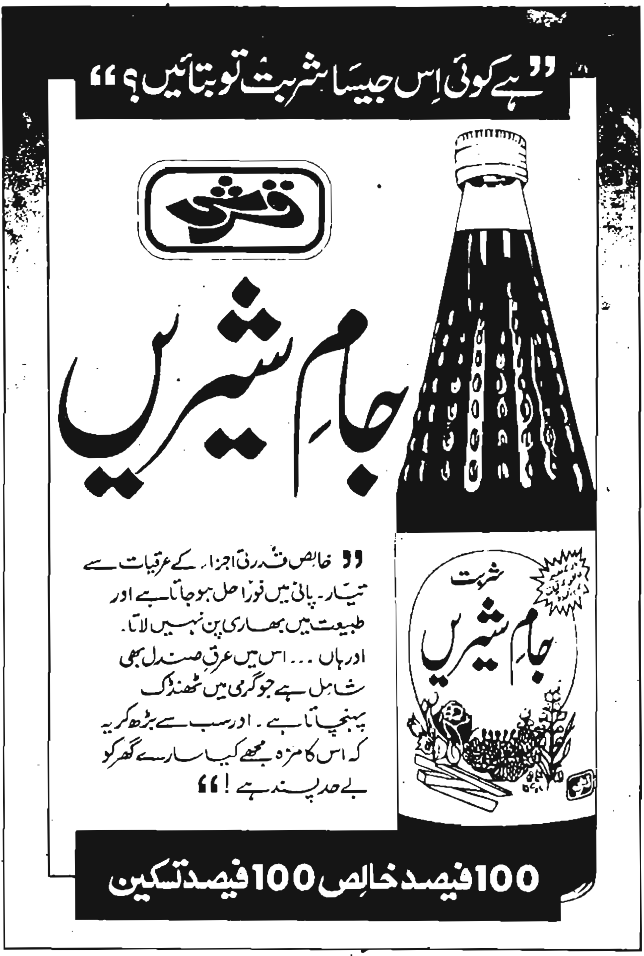
"ہے کوئی اِس جیسا شربت تو بتائیں؟"
قرشی
جامِ شیریں
"خالص قدرتی اجزاء کے عرقیات سے
تیار۔ پانی میں فوراً حل ہو جاتا ہے اور
طبیعت میں بھاری پن نہیں لاتا۔
اور ہاں ... اس میں عرقِ صندل بھی
شامل ہے جو گرمی میں ٹھنڈک
پہنچاتا ہے۔ اور سب سے بڑھ کر یہ
کہ اس کا مزہ مجھے کیا سارے گھر کو
بے حد پسند ہے!"
شربت
جامِ شیریں
100 فیصد خالص 100 فیصد تسکین

اکیسویں سالانہ

مجلس ذکرِ حسینؓ

بیاد

شہید غیرت، قتیل سازشِ ابن سبا، مظلوم کربلا

سیدنا حسین ابن علی رضی اللہ عنہما

خصوصی خطاب

آل نبی اولادِ علی، ابنِ امیر شریعت، خطیب بنی ہاشم

سید عطاء المحسن بخاری

علماء اور دانشور بارگاہ حسینی میں ہدیہ عقیدت و محبت پیش کرتے ہوئے تاریخ و سیرت کی روشنی میں تذکار و افکارِ حسین اور حقیقتِ حادثہ کربلا بیان کریں گے۔

۱۰ محرم الحرام ۱۴۱۶ھ - ۱۱ بجے دن تا نماز عصر

دار بنی ہاشم، مہربان کالونی ملتان۔

مؤمنینِ اہل سنت کے لئے دعوت و ضیافت کا اہتمام ہو گا۔

مجلس محبانِ آل و اصحابِ رسول ملتان۔

ہر محفل کا میزبانِ خصوصی

رُوح افزا

تقریب کی نوعیت پر منحصر نہیں۔ کوئی موقع ہو، کیسی ہی محفل ہو،
ضیافت اور مہمان نوازی کے لیے رُوح افزا پیش پیش۔

فرحت، تازگی اور توانائی کے لیے بے مثال
رنگ، خوشبو، ذائقے، تاثیر اور معیار میں لازوال۔

ہمدرد
ہم خدمتِ خلق کرتے ہیں

روحِ پاکستان - رُوح افزا
راحتِ جان - رُوح افزا

خدمتِ خلق رُوحِ اخلاق ہے

ADARTS

HMD-6 87

ماہنامہ نقیبِ ختمِ نبوت ملتان کا

تاریخ ساز

امیرِ شریعت نمبر

(حصہ دوئم)

شائع ہو گیا ہے۔

- اردو زبان کے سب سے بڑے خطیب کے سوانح و افکار
- ایک تاریخ • ایک دستاویز • ایک داستان • خاندانی حالات
- سیرت کے مجلا اوراق • خطابتی معرکے • سیاسی تذکرے • بزم سے لیکر رزم منبر و محراب سے لیکر دار و رسن تک

نصف صدی کے ہنگاموں، جہادی معرکوں، تہذیبی محاربوں، مذہبی سازشوں اور علمی محاذ آرائیوں کی فضا میں ایک آوازِ ہدایت جو بصیرت، حریت اور بغاوت کا سرچشمہ تھی۔

- خوبصورت سہ رنگا سرورق 576 صفحات
- قیمت 300 روپے

مستقل سالانہ خریداروں کے لئے خاص رعایت

صرف 200 روپے پیشگی منی آرڈر بھیج کر نمبر حاصل کریں۔

ترسیلِ زر کے لئے: سید محمد کفیل بخاری

مدیر مسؤل، ماہنامہ نقیب ختمِ نبوت، دار بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان۔ فون: ۵۱۱۹۶۱